عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۲۵ رمضان تا ۱۲ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۳۱ اگست ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۱/۳۲

جُمعۃُ الوداع
فضیلت و اہمیّت

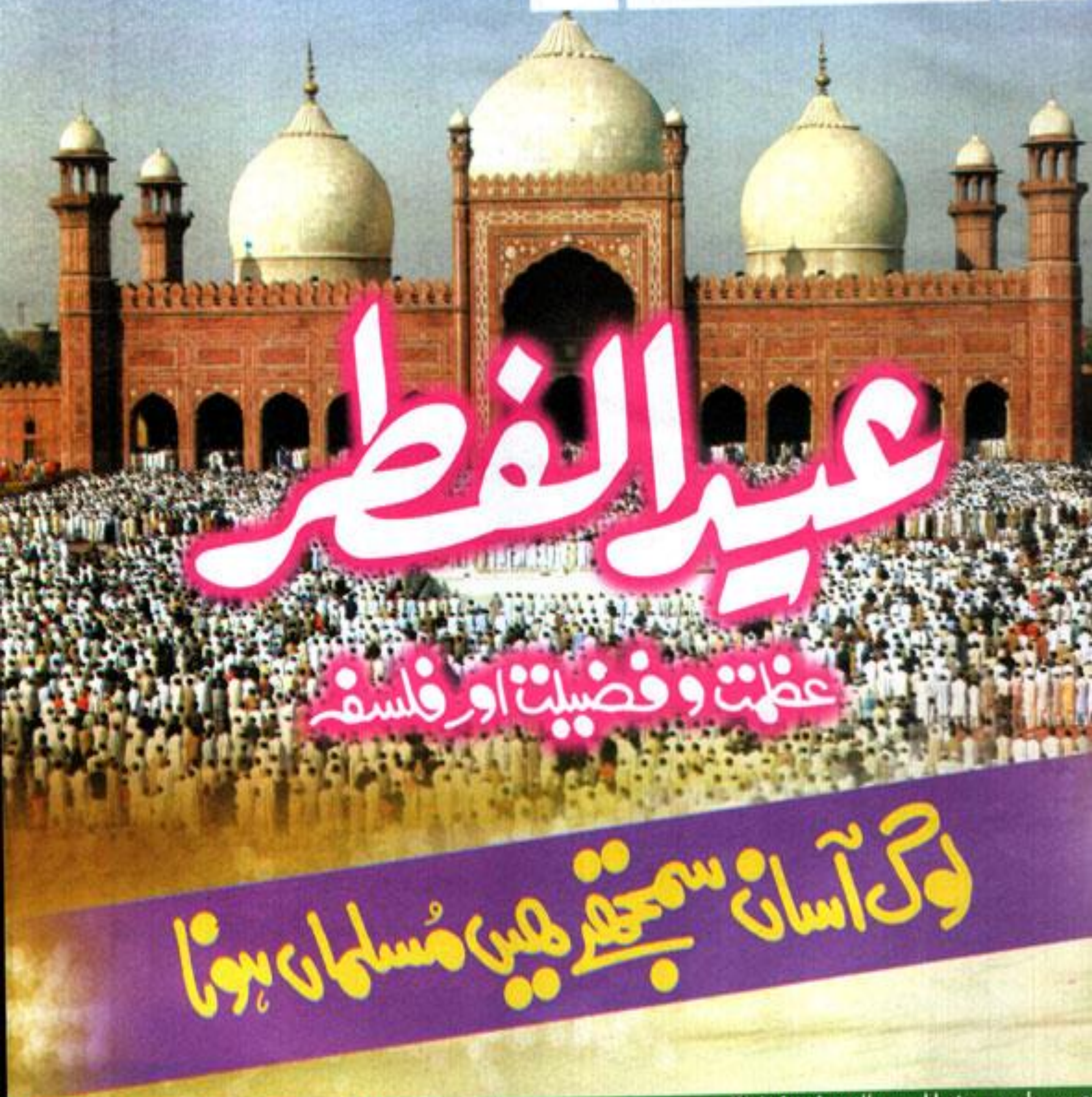

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwa
http://www.khatm-e-nubuwwa

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مرزائی رقادیانی کا مسجد میں نماز ادا کرنا

شمیم احمد، نوشہرہ کینٹ

س:...... لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والا ایک مرزائی ڈاکٹر زاہد (ہومیو پیتھک ڈاکٹر) ساکن نوشہرہ کینٹ نزد مسجد و مدرسہ بابا کرم شاہ عرصہ سے نماز کے لئے مسجد بابا کرم شاہ آتا ہے۔ اس بدبخت کو مسجد سے رکوانے کے لئے یہاں کے صاحب علم حضرات نے ایک اجتماع کا انعقاد کیا، جس میں ایک سوال کے جواب میں ختم نبوت کے ایک بڑے عالم اور مبلغ نے کہا کہ اس مرزائی کو محلے کے لوگ زبردستی مسجد سے رکوائیں۔ اس اجتماع کو کافی عرصہ ہوگیا، لیکن چونکہ محلے کے لوگ ٹس سے مس نہیں ہوئے، اس لئے وہ بدبخت اب تک مسجد میں آتا ہے۔ محلے کا ہر فرد خاص ہو یا عام، دین دار زیادہ ہو یا کم، اگر وہ اس معاملے میں چشم پوشی، بزدلی، غفلت یا سستی سے کام لے رہا ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز اس بدبخت کو مسجد سے منع کرنے کے لئے اگر کوئی قانونی راستہ ہو تو وہ بھی تحریر فرمادیں۔

ج:...... قادیانی خواہ لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہو یا احمدی گروپ سے، دونوں جماعتیں بالاتفاق مرتد اور زندیق ہیں، ان کا مسلمانوں کی مسجد میں آنا جانا یا نماز پڑھنا قطعاً جائز نہیں، محلّہ کے تمام مسلمانوں پر بالخصوص علماء کرام اور علاقہ کے دیگر بااثر اور ذمہ دار حضرات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کرکے اس کو مسجد میں آنے سے روک دیں اور سرکاری سطح پر بھی کسی قریبی پولیس اسٹیشن (تھانے) میں اس کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں، چونکہ قادیانی شرعی اور ملکی قانون دونوں اعتبار سے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، ہم مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں، لہٰذا حکومت انہیں ہماری مسجد میں آنے سے روکے۔ اس سلسلہ میں چشم پوشی، سستی یا غفلت کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو کیا جواب دیں گے؟

عقیقہ کا گوشت والدین کیلئے جائز ہے

اُم رومان، کراچی

س:...... والدین اپنے بیٹے، بیٹی کا عقیقہ دس سال، ۲۵ سال یا ۳۰ سال بعد کرسکتے ہیں؟ نیز عقیقہ کا گوشت والدین کے لئے کھانا جائز ہے؟

ج:...... عقیقہ کرنا سنت ہے، لیکن اس کی جو میعاد مقرر ہے، وہ ۷، ۱۴ یا ۲۱ واں دن ہے، اگر کوئی شخص مذکورہ ایام میں عقیقہ نہ کرسکا تو بعد میں اس کی حیثیت نفل (صدقہ) کی ہوگی۔ لہٰذا بصورت مسؤلہ عقیقہ مسنونہ کی مدت ختم ہوچکی ہے، البتہ اس نیت سے عقیقہ کرنے والے کو صدقہ کا ثواب ضرور ملے گا، نیز عقیقہ کا گوشت والدین کے لئے کھانا بلاشبہ جائز ہے۔

غسل یا نہانے کے بعد وضو کا حکم

س:...... غسل یا نہانے کے بعد اگر وضو نہ کرے تو کیا الگ سے وضو کئے بغیر نماز ہوسکتی ہے؟

ج:...... غسل کرنے سے وضو بھی ہوجاتا ہے، اس لئے دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ اسی وضو سے نماز، قرآن کریم کی تلاوت وغیرہ کرسکتے ہیں۔ البتہ اگر غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو اس صورت میں دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم

نماز میں موبائل فون بند کرنا

س:...... کسی آدمی کے موبائل فون کی گھنٹی دورانِ نماز بجتی ہے، اس کو ایک ہاتھ سے بند کرنا جائز ہے؟

ج:...... جی ہاں! دورانِ نماز ہاتھ سے موبائل فون بند کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد:۳۱ ۲۵ رمضان تا ۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۳۱ / اگست ۲۰۱۲ء شمارہ: ۳۲/۳۱

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
شب قدر اور پاکستان	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
جمعۃ الوداع... فضیلت و اہمیت	۷	حافظ تنویر احمد شریفی
عید الفطر... عظمت و فضیلت اور فلسفہ	۱۰	مولانا محمد ناصر خان چشتی
رمضان کے بعد!	۱۳	ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا!	۱۷	خالد محمود
مغرب کی اسلام دشمنی اور دین حق کی مقبولیت	۱۹	پروفیسر احمد نعمانی
دل دولہا، جسم بارات	۲۱	شمس الحق ندوی
جھوٹے مدعیان نبوت	۲۳	قاری جنید احمد فردوسی
نبوت کسبی ہوتی ہے یا وہبی؟	۲۵	سیف الرحمٰن سیفی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	مولانا محمد اسلم نفیس

اعلان

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۱، ۳۲ کو یکجا کیا جا رہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز حضرات اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دُنیا سے بے رغبتی

آپ ﷺ کے نزدیک دُنیا کی حقیقت

ترجمہ:…''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، جب اُٹھے تو پہلوئے مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش ہم آپ کے لئے کوئی نرم بستر تیار کرلیتے (جس سے بدن مبارک کو راحت پہنچتی)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دُنیا سے کیا واسطہ؟ میری مثال تو دُنیا میں ایسی ہے کہ کوئی سوار چلتے چلتے ذرا سی دیر کے لئے کسی درخت کے سائے میں ٹھہر گیا، پھر تھوڑی دیر بعد چل پڑا اور اس سائے کو چھوڑ گیا۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

یہ حدیث چار مسائل پر مشتمل ہے:

اوّل:…اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زُہد اور دُنیا سے بے رغبتی کا نقشہ سامنے آتا ہے کہ آپ کو اتنا بھی اہتمام نہیں کہ آرام وراحت کے لئے کوئی نرم ونازک بستر ہی بنالیا جائے، دُوسرے تکلفات اور راحت وآسائش کے دُوسرے اسباب کا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا اہتمام ہوتا۔

دوم:…یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زُہد وفقر کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ اس کو از خود اختیار فرما رکھا تھا، ورنہ آپ کے جاں نثار صحابہ (رضوان اللہ علیہم) آپ پر سب کچھ نثار کرنے کو حاضر تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت بلند دُنیوی آسائش اور فانی لذّات سے بہت بالاتر تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قصداً قبول نہیں فرمایا، اسی لئے عارفین فرماتے ہیں:

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

سوم:…اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی کیا حیثیت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ دُنیا کی مثال ایسی ہے کہ مسافر چلتے چلتے چند لمحے ستانے کے لئے کسی درخت کے سائے میں آبیٹھا، اور ذرا سا ستا کر وہاں سے چل پڑا، اور اس سائے کو خیرباد کہہ دیا، کوئی شخص اس سائے کی راحت ولذّت میں ایسا منہمک ہوجائے کہ اسی کو اپنا گھر بنا بیٹھے، تو ایسا شخص عقل وخرد سے بیگانہ ہے، ٹھیک اسی طرح یہ دُنیا کسی کا گھر نہیں، بلکہ مسافرانِ آخرت کے سفر کی درمیانی منزل ہے، جو شخص اس سرائے فانی میں دل لگا کر اپنی اصل منزل کو بھول جائے اور یہ بات اس کے ذہن سے نکل جائے کہ اسے یہاں سے کوچ کرنا ہے وہ فرزانہ نہیں، دیوانہ ہے، یہاں سے معلوم ہوگا کہ جن لوگوں کی ساری قوتیں دُنیا کی تعمیر وترقی میں کھپ رہی ہیں وہ کس قدر جہل مرکب میں مبتلا ہیں، اور جب وہ اس دُنیا سے رُخصت ہوں گے اس وقت ان کی حالت کس قدر قابلِ رحم ہوگی کہ ان مسکینوں نے ساری عمر جس چیز پر محنت کی تھی وہ ناپائیدار نکلی، اور جو چیز ہمیشہ رہنے والی تھی اس کے لئے انہوں نے محنت نہ کی:

نرقع دنیانا بتمزیق دیننا
فلا دیننا یبقی ولا ما نرقع

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ترجمہ:…''ہم اپنے دین کو پھاڑ پھاڑ کر اپنی دُنیا کو پیوند لگارہے ہیں، پس نہ تو ہمارا دین باقی رہے گا، اور نہ وہ دُنیا جس کی پیوندکاری کی تھی۔''

چہارم:…دُنیا سے بے رغبتی کا سبب دو چیزیں ہیں، ایک اس کی ذلت وقلت، اور دُوسری اس کی ناپائیداری، کیونکہ اوّل تو کوئی کتنا ہی سر پھوڑے دُنیا کی تمام آسائشیں مہیا کرنے سے قاصر رہے گا، یہ ممکن ہی نہیں کہ یہاں کسی کی ساری خواہشیں اور چاہتیں پوری ہوجائیں، اس لئے بزرگوں کی نصیحت ہے:

کارِ دُنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اور بالفرض کسی کو ساری دُنیا بھی مل جائے تو اس کی قدر وقیمت آخرت کے مقابلے میں مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں، یہ تو دُنیا کی ذلت وقلت کا حال ہے، اور پھر اپنی تمام تر حقارت وذلت کے باوجود وہ فانی، زوال پذیر اور ناپائیدار ہے، اوّل تو دُنیا ہی آدمی کو چھوڑ دیتی ہے، ورنہ آدمی اس کے چھوڑنے پر تو بہرحال مجبور ہے، دُنیا کا کوڑا کرکٹ جتنا زیادہ جمع کیا ہوگا، مرتے وقت اتنی ہی حسرت زیادہ ہوگی:

''سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا، جب لاد چلے گا بنجارا!''

اس حدیثِ پاک میں دُنیا کے فنا وزوال کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے کہ دُنیا اپنے فنا وزوال کی وجہ سے اس لائق نہیں کہ کوئی عاقل یہاں دل لگائے، حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے اس رُوسیاہ کو بھی چشمِ بصیرت نصیب فرمائے۔

☆☆……☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شبِ قدر اور پاکستان!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رمضان المبارک جو عظمتوں، رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ تھا، جس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی اور خلاصی کا ہے تدریجاً اختتام پذیر ہورہا ہے۔ کتنے ایسے نیک لوگ ہوں گے جنہوں نے واقعتاً اس مہینے کو اپنے لئے رحمت بنایا ہوگا، ان کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی، روزہ، نماز، تلاوت، ذکر اللہ اور دعاؤں میں گزرا ہوگا، انہوں نے حقیقی معنوں میں روزوں کا مقصد حاصل کرلیا ہوگا۔ ان لمحات میں انہوں نے اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے، خاندان، والدین اور جمیع مسلمانوں کے لئے دعائیں کی ہوں گی، اور وہ اللہ تعالیٰ کی دربار میں قبولیت کا مقام بھی حاصل کرچکی ہوں گی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غائب کی دعا غائب کے لئے قبول ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب مسلمان دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ فرشتوں کی ایک جماعت اس کی دعا پر آمین کہتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتی ہے کہ یا اللہ! اس کے حق میں بھی اس دعا کو قبول فرمالیجئے جو یہ دوسروں کے لئے کررہا ہے اور ظاہر ہے کہ فرشتوں کی سفارش مردود نہیں ہوتی۔

آج ہمارے شہر اور ہمارے ملک کے حالات اس لئے خراب اور دگرگوں ہیں کہ آج امت کے لئے مانگنے والے کم ہوگئے، ہم ہیں کہ ہمارے پاس اول تو دعائیں مانگنے کا وقت نہیں، اگر مانگتے بھی ہیں تو اپنے لئے مانگتے ہیں، اپنے ملک، پاکستانی عوام اور امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کا ہمارے پاس وقت نہیں، اگر وقت بھی ہے تو دوسروں کے لئے ہمارے دلوں میں وسعت نہیں، جو لوگ اپنے ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کے تحفظ اور امت مسلمہ کی فوز وفلاح اور بھلائی وخیرخواہی کے لئے دنوں میں جدوجہد اور مشقت برداشت کرتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے، گڑگڑاتے، آہ وزاری کیا کرتے تھے اور یوں دعائیں کیا کرتے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے منوا کر مصلّٰی سے اٹھے ہیں، ہم نے ان کو برداشت نہ کیا، چن چن کر ایسے اہل اللہ کو ہم نے دن دیہاڑے قتل کیا، راستوں اور سڑکوں پر ان کا خون بہایا، ان کے بچوں کو یتیم کیا، ان کی ازواج کو بیوہ کیا، ان کی کفالت میں رہنے والے غرباء اور مساکین کو بے سہارا کیا، خصوصاً دین دار اور محب دین لوگوں کو ان کی دینی راہنمائی سے محروم کیا تو ان حالات میں کیسے ہمارے شہر اور ہمارے ملک میں امن وامان قائم ہوگا اور کیسے سکون واطمینان کی فضا میسر آئے گی؟ آج بھی وقت ہے کہ ہم باقی ماندہ رمضان کے ان مبارک لمحات میں اپنی اپنی کوتاہیوں اور جرائم کا استحضار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرلیں، انشاء اللہ! رب کی رحمت اور اللہ کا پیار اب بھی ہماری طرف متوجہ ہوجائے گا اور یہ خوف و دہشت، کرب وابتلا اور حزن وملال کی فضا ختم ہوکر امن وامان، سکون واطمینان اور فرحت وانبساط کا دور دورا لوٹ آئے گا۔ ابھی وہ رات باقی ہے، جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لیلۃ القدر خیر من الف شہر "..... کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے... اس رات کے فضائل کے بارہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ اپنی مرتب کردہ کتاب فضائل اعمال میں لکھتے ہیں:

"رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ قرآن پاک میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہوجائے کہ

جوشخص اس ایک رات کو عبادت میں گزاردے اس نے گویا تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ کو عبادت میں گزاردیا اور اس زیادتی کا بھی حال معلوم نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنے ماہ زیادہ افضل ہے۔ اللہ جل شانہ کا حقیقتاً بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدردانوں کے لئے یہ ایک بے نہایت نعمت مرحمت فرمائی۔ دُرِّ منثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ جل شانہ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے، پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا، بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں، اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن۔ اس سے اللہ کے لاڈلے نبی کو رنج ہوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہوجاویں اور ان کو عبادت میں گزاردے تو گویا آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزاردیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا، صحابہ کرامؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل، حضرت یوشع علیہم السلام کہ اسی اسی برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۂ قدر سنائی.....''

بزرگ تو جانتے ہیں کہ ہمارا ملک عزیز پاکستان جس دن آزاد ہوا، اس دن ۲۷ر رمضان المبارک کا دن تھا اور سن عیسوی کے اعتبار سے وہ دن ۱۴ر اگست تھا، ہمارے اغیار نے کیا ہم پر جادو چلایا کہ ہم نے عیسوی تقویم کی تاریخ ۱۴ر اگست کو تو یاد رکھا لیکن قمری تقویم کی عظیم تاریخ ۲۷ر رمضان المبارک جس دن ہمیں ملک پاکستان کی نعمت میسر آئی، اس کو بھلادیا گیا۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر یہ تاریخ محفوظ رہی تو پاکستانی عوام کو پاکستان کے حاصل کئے جانے کا مقصد یاددلاتی رہے گی۔ پاکستانی مسلمان اس شب کو ضرور اپنے ذہنوں میں تازہ کریں گے اور پاکستان کے حصول کے مقصد کو کبھی نہ کبھی پانے کی ضرور کوشش کریں گے، اس لئے انہوں نے اس مقولہ کے مصداق ''نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری'' کہ نہ یہ تاریخ محفوظ رہے گی اور نہ پاکستانی عوام اس کی طرف کبھی سوچ سکے گی۔

سچے پاکستانی اور مخلص مومن کا یہ فرض ہے کہ اس شب قدر میں جہاں اپنے لئے دعائیں کریں، وہاں اپنے ملک، اپنی قوم اور امت مسلمہ کی فلاح و بہبود، امن وامان اور سکون واطمینان کے لئے بھی دعائیں کرے۔

اسی طرح عیدالفطر سے پہلے صدقۂ فطر دینا بھی شریعت کا حکم ہے اور اسے خوش دلی سے غریب اور مستحقین تک پہنچانا چاہئے، تاکہ وہ لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ سال بھر میں دو دن بطور خوشی اور عید کے مناتے ہیں، ان ایام میں وہ لوگ خوب عیاشی کرتے، شراب کے دور چلتے، ناچتے گاتے، نئے لباس پہنتے اور خوب کھاتے پیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ان دنوں کی کیا حیثیت ہے؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی ہم یہ دو دن مناتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے ان تہواروں کے بدلے میں تمہیں دو بہتر ایام عطا فرمائے ہیں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز ادا فرماتے، عید کے دن خطبہ ارشاد فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو اہم نصائح ارشاد فرماتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''کل یوم لایعصی اللّٰہ فیہ عزوجل فھولنا عید'' یعنی ہر وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے وہ ہمارے لئے عید اور خوشی کا دن ہے۔ گویا اسلام کا عید کا تصور گناہوں میں ملوث ہونا نہیں بلکہ گناہوں سے بچ جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

جمعۃ الوداع.....فضیلت واہمیت

حافظ تنویر احمد شریفی

اہلِ دل کے لئے ایک وقت ایسا بھی تھا کہ وہ اس عظیم مقدس مہینہ کے انتظار میں تھے اور آج کے دن ''جمعۃ الوداع'' یہ پیغام دے رہا ہے کہ:

''اے وہ لوگو! جو رمضان المبارک کے روزے، قرآن کریم، تراویح، اعتکاف اور شب قدر جیسی عظیم الشان نعمتیں حاصل کر چکے اور کر رہے ہو، یہ سن لو کہ اب یہ مہینہ ہم سے رخصت ہوا چاہتا ہے اور آج کے دن سمیت اب ہر دن اس ماہ مبارک کا الوداعی دن ہوگا۔''

الوداع کے معنی:

الوداع کے معنی رخصت ہونے کے ہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ہجری میں جو حج فرمایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا اور اس کے تین مہینے تین دن بعد آپ اس دنیا سے پردہ فرما گئے، اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع اس حج کا نام حضور علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد مسلمانوں نے رکھا، جس سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ ایسا حج تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ آخری ثابت ہوا۔ اس جمعہ کو ہم جمعۃ الوداع کہتے ہیں، معلوم تو ایسا ہو رہا ہے کہ شاید ہمارے لئے یہ جمعہ زندگی کا آخری جمعہ ہے، لیکن مقصد اس سے یہ نہیں لیا جاتا، بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ مبارک مہینہ ہم سے رخصت ہو رہا ہے، چونکہ جمعہ کو تمام دنوں پر فوقیت حاصل ہے، اس لئے جمعۃ الوداع نام بعض مسلمانوں نے تجویز کیا۔ دراصل وداعی دن، وداعی مہینہ، وداعی سال ہم میں سے کس کے لئے کون سا ہے؟ میں اور آپ نہیں جانتے، میں اور آپ جب اس دنیا سے رخصت ہوں گے تو جانے سے پہلے جو دن، مہینہ، سال ہماری زندگی میں آخری مرتبہ آیا ہوگا، وہی ہمارے لئے جمعۃ الوداع، مہینہ وداع اور سال وداع ہوگا، بہرکیف! آج کے اس جمعہ کو صرف عوام میں جمعۃ الوداع کہتے ہیں، شریعت نے اس جمعہ کو ''الوداع'' نہیں کہا ہے۔

الوداع کے معنی سمجھنے کے بعد جمعہ کے دن کے متعلق کہ اس کی مذہبی حیثیت کیا ہے؟ سمجھ لیجئے! اس کی فضیلت اور اہمیت ہمارے ذہن میں رہے، ہم اس دن سے متعلق بہت کوتاہی کرتے ہیں، ان سے بچیں۔ جمعہ، ہفتے کے تمام دنوں کا سردار ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک عابد مخلوق کو پیدا فرمایا تھا اور وہ عابد مخلوق حضرت انسان ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا کہ وہ اپنی مرضی سے ایک خاص دن، خاص عبادت کے لئے چن لیں اور وہ دن اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ کون سا ہونا چاہئے۔ امت موسویہ نے اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے ہفتہ کے دن کا انتخاب کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ تمہیں اختیار دیا تھا، اس لئے ہم اس دن کو قبول کرتے ہیں، لیکن ہماری منشا اس دن میں نہ تھی، لہٰذا آج تک یہود کے ہاں ہفتہ کا ایک دن خاص عبادت کا ہے۔ نصاریٰ نے اپنے اختیار سے جب دن کا انتخاب کیا تو اتوار کا دن چنا، ان کو اللہ تعالیٰ نے وہی جواب دیا جو یہود کو دیا گیا تھا، لہٰذا آج بھی ان کے ہاں خاص عبادت کا دن اتوار کا ہے۔ امت محمدیہ نے اپنے اختیار سے جمعہ کے دن کا انتخاب کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے صحیح دن کا انتخاب کیا، یہی دن ہماری منشا کے مطابق ہے اور یہ خوش نصیبی مسلمانوں کے حصہ میں آئی (بخاری و مسلم) اس دن کی خاص فضیلت ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اس زمین پر اسی دن بھیجا گیا، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جنت سے اخراج بھی ہمارے لئے بہتر تھا، اگر جنت میں رہتے تو سب کے سب مراتب میں برابر ہوتے، عالم شہادت میں بھیجا، تاکہ ایمان بالغیب سے مراتب حاصل کئے جائیں۔ (تقریر ترمذی، ص:۵۴۲) اس لئے جمعہ کو تمام دنوں کا سردار ''سید الایام'' کہا گیا۔ جس طرح رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے، شب قدر تمام راتوں کی سردار ہے۔

اسلام سے پہلے جمعہ:

زمانۂ جاہلیت میں جمعہ کو ''یوم عروبہ'' کہتے تھے سب سے پہلے عرب میں کعب بن لوئی (یہ حضور علیہ السلام کے اجداد میں سے ہیں) نے اس دن کا نام جمعہ رکھا اور قریش اس دن جمع ہوتے تھے اور کعب بن لوئی خطبہ دیتے تھے، یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے پانچ سو ساٹھ سال پہلے کا ہے۔ (تفسیر مظہری) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ نے اپنے اجتہاد سے جمعہ کا دن مقرر کیا تھا اور حضرت مصعب

بن عمیر رضی اللہ عنہ انہیں خطبہ دیتے تھے جو حضور علیہ السلام کی طرف سے ہجرت سے قبل مدینہ میں اہل مدینہ کو اسلام پہنچانے پر مامور تھے۔

جمعہ کی مشروعیت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، مدینہ شہر تشریف لے جانے سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے، قبا سے آپ مدینہ شہر تشریف لے جانے لگے تو مسجد قبا سے چند قدم کے فاصلے پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت نازل فرمائی:

"اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن، تو دوڑو اللہ تعالیٰ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت، بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

جس جگہ یہ آیت نازل ہوئی تھی اسی جگہ آپؐ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور پھر مدینہ شہر کی طرف تشریف لے گئے اور ہر ہفتہ مسلمان اسی طرح آج تک جمع ہو رہے ہیں، حضور علیہ السلام نے جس جگہ پہلا جمعہ ادا فرمایا تھا، اس جگہ بطور نشانی مسجد بنی ہوئی ہے اور اس کا نام "مسجد جمعہ" ہے۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں جمعہ کی ایک اذان ہوتی تھی جو خطبہ سے پہلے ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی یہی ایک اذان ہوتی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں محسوس فرمایا کہ مسلمان جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں سستی کرنے لگے تو آپ نے کبار صحابہ کرامؓ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے کے مشورہ سے ایک اذان کا اضافہ فرمایا جو ہمارے یہاں کے رواج کے مطابق خطبہ سے پہلے جو مقامی زبان میں تقریر ہوتی ہے۔ اس سے پہلے وہ اذان ہوتی ہے بالفاظ دیگر ترتیب کے لحاظ سے جمعہ کی دوسری اذان مشروعیت کے اعتبار سے پہلی اذان ہے، پہلی اذان کا اضافہ اس لئے کیا تا کہ لوگ پہلے سے جمعہ کی تیاری کر لیں اور خطبہ کی اذان سے پہلے مسجد پہنچیں۔

جمعہ کا اجتماع جنت کا نمونہ ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جمعہ کے لئے جو اجتماع ہوتا ہے، یہ جنت کے ہفتہ واری اجتماع کا نمونہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سیدالملائکہ جبریل علیہ السلام، حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا اور اس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ تھا، حضور علیہ السلام نے سوال فرمایا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ "مزید" ہے، مزید جنت کے میدانوں سے ایک میدان ہے، اس میدان مزید میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے، ان منبروں کے پیچھے ان کے امتیوں کے لئے کرسیاں ہوں گی دنیا کی مثال سامنے رکھتے ہوئے اس طرح جیسے کھیل کے اسٹیڈیم میں کرسیاں ہوتی ہیں، ہر صف سے پیچھے صف کی کرسیاں ذرا اونچی ہوتی ہیں تا کہ میدان میں ہونے والا کھیل تمام حاضرین دیکھ سکیں، اسی طرح جنت میں تمام امتیوں کی کرسیاں ہوں گی، حدیث میں آتا ہے کہ ہر نبی کے امتی کی کرسی اس کے نبی کے منبر کے پیچھے ہوگی اور جنت میں اپنے نبی سے قریب ترین وہ ہوگا جس نے دنیا میں ان کی اتباع سب سے زیادہ کی ہوگی، اس میدان مزید میں تمام جنتی ہفتہ میں ایک دن (جو جمعہ کا ہوگا) جمع ہوں گے، انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے منبر پر تشریف فرما ہوں گے کہ درمیان میں ایک عظیم الشان کرسی نمودار ہوگی، یہ رب العزت کی کرسی ہوگی، حدیث میں آتا ہے کہ یہ کرسی اتنی عظیم ہے کہ اس کے سامنے دنیا انگوٹھی کے چھلے کی مانند ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کرایا جائے گا کہ:

"اے لوگو! تمہاری اگر کوئی خواہش ہو تو اس کا اظہار کرو پورا کیا جائے گا، تمام امتی جواب میں عرض کریں گے کہ یا اللہ! ساری نعمتیں مل گئیں اب کسی چیز کی خواہش نہیں، جنت مل گئی اس سے بڑی نعمت کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ہوگی، نہیں ایک چیز باقی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے امتیوں کو کہیں گے کہ اپنے اپنے اہل علم سے رجوع کرو اور ان سے پوچھو کہ کیا چیز کا اللہ سے سوال کریں؟ علماء انہیں مشورہ دیں گے کہ اللہ کا دیدار مبارک نہیں ہوا، اس کا سوال کرو، سوال کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول اس عظیم الشان کرسی پر ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب نزول ہوگا باوجود جسامت اور عظیم کرسی کے، اس میں چرچر کی آواز آئے گی، سب اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، علماء کبار نے لکھا ہے کہ دنیا میں جمعہ کا اجتماع جنت کے ہفتہ واری اجتماع کی ریہرسل ہے اور دنیا میں خطبہ دینے والا خطیب حق تعالیٰ شانہ کا قائم مقام ہے جو دنیا میں اس خطبہ کے دوران خطیب کو دیکھتا رہے گا وہ جنت میں ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی تاب رکھ سکے گا۔"

(خطبات حکیم الاسلام، ج:۲)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ آپ مناجات اور حمد بیان کیجئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہترین آواز اور لہجہ عطا فرمایا ہے، ان کی سیرت میں ہے کہ وہ جب اللہ تعالیٰ کی حمد اور کتاب الٰہی زبور کی تلاوت فرماتے تھے تو چرند، پرند سب سننے میں محو ہو جاتے تھے، آپ جنت میں حمد بیان فرمائیں گے سب پر ایک

پُرنور کیفیت طاری ہوگی اور اس طرح جنت میں جمعہ کا اجتماع اختتام کو پہنچے گا، تو اس لئے فرمایا کہ دنیا میں جمعہ کا اجتماع جنت کے اجتماع کی مثالی شکل ہے یہی نہیں کہ صرف جمعۃ الوداع کو اس کا خاص اہتمام ہو بلکہ سال کے بارہ مہینوں میں ہر جمعہ کو خاص اہتمام رکھا جائے خدا ہی کو معلوم ہے کہ کس سال، کس مہینہ کا کون سا جمعہ ہمارے لئے جمعۃ الوداع بن جائے۔ ان کاموں سے بھی بچنا لازمی ہے کہ جو حضور علیہ السلام نے ناپسند فرمایا ہو۔

جمعہ کے متعلق جب معلوم ہوگیا کہ یہ جنت کے اجتماع کی مثالی شکل ہے تو ان امور کا خیال خاص طور سے رکھیں:

۱:... جمعہ کے دن صاف ستھرے کپڑے پہنے اور اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے۔ (ابن ماجہ)

۲:... جمعہ کے لئے اول وقت جانے کا اہتمام لازمی رکھے، حضور علیہ السلام کا مبارک ارشاد ہے کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے (یا راستے) پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے رہتے ہیں اور اول وقت آنے والے کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اس نے اللہ کے حضور اونٹ کی قربانی پیش کی پھر اس کے بعد آنے والے کی اس شخص جیسی کہ جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے کی، اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی پھر اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر پر جاتا ہے تو فرشتے اپنا رجسٹر یا کمپیوٹر بند کردیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خطبہ کی اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے، ورنہ ثواب کامل نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی، آج آدمی سے زیادہ دنیا خطبہ کی اذان کے بعد آتی ہے، ہر ایسا شخص اس پر غور کرے۔

۳:... اکثر لوگ جو خطبہ کی اذان کے بعد مسجد پہنچتے ہیں صفوں میں بیٹھے ہوئے نمازیوں کے اوپر سے چھلانگ لگاتے ہوئے اگلی صفوں میں جاتے ہیں اور اس میں بڑے بڑے دین دار لوگ بھی مبتلا ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کے اوپر سے جائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کا پل بنائیں گے اور دوسرے لوگوں کو حکم فرمائیں گے کہ اس کے اوپر سے جاؤ، اس سے بچنا چاہئے، یہ گناہ کبیرہ ہے اور دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچتی ہے اور پھر کیسی سخت وعید بیان فرمائی۔

۴:... خطبہ خاموشی کے ساتھ سنیں خواہ امام کی آواز آرہی ہو یا بجلی فیل ہونے کی وجہ سے آواز نہ آرہی ہوتی کہ بچے کو جو شرارت کررہا ہو اس کو منع بھی نہیں کرنا چاہئے ورنہ آپ خود لغو کام میں لگ جائیں گے۔

۵:... نماز جمعہ کی خصوصاً اور باقی تمام نمازوں کی عموماً سنتوں کا خاص خیال رکھیں۔

۶:... جمعہ کے دن درود شریف کا ورد کثرت سے کریں، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے اور پیش ہوتا رہے گا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۷:... جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی ایسی رکھی ہے وہ قبولیت کا وقت ہے جس طرح قمری سال کی تین سو چپن راتوں میں ایک شب قدر ہے اور قبولیت کے لئے خاص ہے، اسی طرح ہفتے کی ایک سو اڑسٹھ ساعتوں میں سے ایک ساعت قبولیت کے لئے مخصوص ہے، لیکن اس کا وقت بتلایا نہیں گیا، بعض فرماتے ہیں کہ دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت ہے، اگر اس وقت دعا کریں دل میں کریں زبان کو حرکت نہ ہو اور ہاتھ نہ اٹھائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔ واللہ اعلم۔

۸:... خطبہ کی اذان کا جواب نہیں دیا جاتا اور ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' پر درود بھی دل میں پڑھیں، اسی طرح اس اذان کے بعد دعائے وسیلہ بھی نہیں ہے۔

یہ چند سطور جمعۃ الوداع سے متعلق لکھی گئیں ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سمیت تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ☆☆

علم کی خاطر مشقت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ دوران تعلیم رات کو تکرار کرنے دارالعلوم تشریف لے جاتے اور جب گھر واپسی ہوتی تو کبھی رات کا ایک بج جاتا، حضرت نے دارالعلوم کراچی کے طلبا کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: رات کو والدہ میرا انتظار کرتی تھیں کہ کھانا گرم کرکے دیں، ان کے انتظار میں مجھے تکلیف ہوتی تھی، بڑی منت ساجت سے اس پر راضی کیا کہ میرا کھانا ایک جگہ رکھ دیا کریں، سردیوں کی راتوں میں شوربہ اوپر سے بالکل جم جاتا اور نیچے صرف پانی رہ جاتا، میں وہی کھا کر سوجایا کرتا۔ طالب علم کو چاہئے کہ جو تھوڑا سا بھی میسر آجائے اس پر قناعت کرے اور پہننے کے لئے ضرورت کے بقدر جو مل جائے اسی کو بہت سمجھے، اس لئے کہ طالب علمی کے زمانے میں تنگ دستی اور تنگ دامنی پر صبر کرنا وسعت علم کا ذریعہ ہے اور دل کے شیرازے کو متفرق امیدوں اور آرزوؤں سے اجتناب رکھے، اس کی برکت سے علم وحکمت کے سدابہار چشمے ذہن پر پھوٹ پڑیں گے۔ (حکایات الاسلاف، ص:۲۲۳)

عید الفطر .... عظمت وفضیلت اور فلسفہ

مولانا محمد ناصر خان چشتی

''عید'' کا لفظ ''عود'' سے بنا ہے، جس کا معنیٰ ''لوٹنا'' اور ''خوشی'' کے ہیں، کیونکہ یہ دن مسلمانوں پر بار بار لوٹ کر آتا ہے اور ہر مرتبہ خوشیاں ہی خوشیاں دے جاتا ہے، اس لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر سال اس دن اپنے بندوں پر انواع واقسام کے احسانات لوٹاتا ہے اور اس دن فرح وانبساط منانا لوگوں کی عادت ہے۔ یہ دن فرزندانِ اسلام کے لئے نہایت ہی مسرت وشادمانی کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں سب کے لئے یکساں طور پر خوشیوں کا پیغام لاتا ہے اور ہر ایک بندہ اپنے سابقہ غموں، پریشانیوں اور مصائب وآلام کو یکسر بھول کر عید کی حقیقی خوشیوں اور جشن طرب سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی تہوار ہے، جو ہر سال ماہ شوال المکرم کی یکم تاریخ کو انتہائی عقیدت واحترام، جوش وجذبے اور ذوق وشوق کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ عید الفطر! دراصل تشکر وامتنان، انعام واکرام اور ضیافت خداوندی کا دن ہے کہ رمضان المبارک کا تمام مہینہ عبادت وریاضت اور روزے اور نماز تراویح میں مشغول رہنے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار اور اطاعت گزار بندوں کو انعام واکرام، بے شمار رحمتیں وبرکتیں، بے حساب اجر وثواب اور اپنی رضا ایسی بیش بہا دولت ونعمت عطا فرماتا ہے۔

اُمت محمدیہ کے لئے عید کا انعام:

عید الفطر! درحقیقت یوم الجائزہ اور یوم الانعام ہے، کیونکہ اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو انعام واکرام، اجر وثواب اور مغفرت وبخشش کا مژدہ سناتا ہے۔ عید الفطر کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزول رحمت باری کا دن ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب عید الفطر کی رات آتی ہے، تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام واکرام کی رات) لیا جاتا ہے، اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے (جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں کہ اے امت محمدیہ! اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو پوری مزدوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں (رمضان المبارک کے روزوں اور قیام اللیل کے بدلے) اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی ہے۔

اور بندوں سے ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! مجھے میری عزت وجلال کی قسم! آج کے دن تم اپنے اجتماع عید میں دنیا وآخرت کے بارے میں جو سوال کروگے میں تمہیں عطا کروں گا... میری عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے میں تمہارے عیوب پر پردہ ڈالوں گا اور تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، پس اب تم مغفور (بخشے ہوئے) ہوکر اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کرلیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ فرشتے آج عید کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے اس اجر وثواب کو دیکھ کر بہت خوشیاں مناتے ہیں۔'' (الترغیب والترہیب/مجمع الزوائد)

عید کا حقیقی مفہوم

دین اسلام چونکہ ''خیر الادیان'' ہے اور امت محمدیہ ''خیر الامم'' ہے، اس لئے اس کا عید منانے کا طریقہ بھی سب سے منفرد وجدا، سب سے ممتاز، سب سے نرالا، البیلا اور سب سے بہترین وکامل ترین بلکہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ دین اسلام کے فطری ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر موڑ پر کامل انسانی اور فطری ہدایات دیتا ہے۔ حیات وممات، خوشی وغمی بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین اصول دیئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی اصول وقوانین کے لحاظ سے عید الفطر کی کیا حقیقت ہے اور ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد پیش کرنے سے کیا مراد ہے اور عید درحقیقت کس کے لئے

ہے۔ عربی کے کسی شاعر نے بہت ہی خوب صورت اور دلنشین انداز میں عید کا اسلامی مفہوم و مقصود بیان کیا ہے:

لَیسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدُ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدُ

ترجمہ: ''درحقیقت عید اس کی نہیں ہے جس نے نئے کپڑے پہن لئے بلکہ عید تو درحقیقت اس کی ہے جو عذاب الٰہی سے ڈر گیا۔''

یعنی عید اس شخص کی نہیں ہوتی جو صرف نئے اور جدید لباس پہن لے، خوشبو لگالے، زیب وزینت کرلے اور مختلف انواع واقسام کے کھانے وغیرہ سے لطف اندوز ہوجائے، بلکہ عید تو اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ وپرہیزگاری کو اختیار کیا اور اپنے اعمال صالحہ کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس نے رمضان المبارک کی رحمتوں اور سعادتوں سے اپنے نامۂ اعمال کو لبریز کیا ہو اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو پورا کرکے سعادت دارین کو پالیا ہو، حقیقی عید تو ایسے شخص کیلئے ہے۔

عید کے دن لوگ کاشانہ خلافت فاروقی پر حاضر خدمت ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ بند کرکے زاروقطار رو رہے ہیں، لوگوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آج تو عید کا دن ہے اور خوشی ومسرت منانے کا دن ہے، یہ خوشی کی جگہ رونا کیسے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''ھٰذَا الْیَوْمُ الْعِیْدُ وَھٰذَا الْیَوْمُ الْوَعِیْدُ''

یعنی اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔ آج جس خوش نصیب کے نماز اور روزے مقبول ہوگئے ہیں، بلاشبہ اس کے لئے آج عید کا دن ہے لیکن آج جس کے نماز اور روزوں کو مردود (غیر مقبول) کردیا گیا ہو، اس کے لئے آج وعید کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے ڈر رہا ہوں کہ: ''انا لا ادری امن المقبولین، امن المطرودین'' یعنی مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کردیا گیا ہوں۔

یعنی درحقیقت عید تو ان خوش نصیب مسلمانوں کے لئے ہے، جنہوں نے اس پورے ماہ مقدس کا صحیح معنوں میں احترام کیا اور اس کے دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو قیام وسجود اور عبادت وریاضت میں گزارا، اس لئے یہ عید ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزدوری اور انعام واکرام ملنے کا دن ہے۔

عید کی حقیقی اور انمول خوشی:

خلیفۂ انقلاب وخلیفۂ ثانی امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عید کے دن اپنے فرزند ارجمند کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ بیٹے نے کہا: ''اے ابا جان! آپ عید کے دن کیوں رو رہے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''اے پیارے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پرانی قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ آپ کے عظیم بیٹے نے بڑا ہی دل رُبا اور پیارا جواب دیا کہ:

''اے ابا جان! آج دل تو اس کا ٹوٹے گا جو رضائے الٰہی کو نہ پاسکا ہو یا اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضا کی بدولت اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا...... یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عظیم بیٹے کو گلے لگالیا اور اپنی مستجاب دعاؤں سے نوازا۔

(مکاشفۃ القلوب)

اسلام کا فلسفۂ عیدالفطر:

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ قومیں اور امتیں بھی عید منایا کرتی تھیں۔ کسی خاص دن خوشی اور مسرت کا اہتمام کرکے عید منائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی قوم بھی ایک خاص دن عید وخوشی منایا کرتی تھی اور اس دن شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں تین دن تک میلہ لگاتے تھے، جہاں لوگ اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ ہر قوم کا خوشی منانے کا دن اور عید منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا تھا، مگر حضور تاجدار ختم نبوت پیغمبر انقلاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد عید اور خوشی منانے کا انداز اور طریقہ ہی بدل گیا۔

اسلام سے قبل عیدوں میں لہو ولعب، کھانا پینا اور کھیل کود ہوتا تھا اور اب عید میں نماز دوگانہ اور ذکر الٰہی ہوتا ہے..... پہلے عیدوں میں غریبوں کو دور کیا جاتا تھا اور اب غریبوں کو گلے لگایا جاتا ہے..... پہلے عیدوں میں فضول خرچی اور خرافات ہوتی تھیں اور اب عید کے دن صدقہ وخیرات اور فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔

ادائے صدقہ فطر:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خوشی کی وہ تقریب جس میں غریب اور نادار لوگوں کو شریک نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اور اسلام کی نظر میں وہ سخت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ ''روزوں کی عبادت اس وقت تک زمین وآسمان کے درمیان معلق (لٹکی ہوئی یعنی بارگاہ خداوندی میں غیر مقبول) رہتی ہے جب تک کہ صاحب نصاب مسلمان صدقہ فطر ادا نہیں کرلیتا۔'' (صحیح مسلم/جامع ترمذی)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔'' (سنن ابی داؤد)

صدقہ فطر کی ادائیگی سے اہل ایمان کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، روزہ کی حالت میں جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں، صدقہ فطر کے ذریعے روزہ ان سے پاک ہو جاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی مدد ہو جاتی ہے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔

صدقۂ فطر ادا کرنے والے شخص کو جس قسم کی گندم یا آٹا خود استعمال کرتا ہے اس کے سوا دو کلو گرام یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ واضح رہے کہ صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا یا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔

صدقہ فطر! نماز عید سے پہلے پہل ادا کر دینا چاہئے کہ یہی سنت ہے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نماز عید سے پہلے ادا نہیں کر سکا تو عمر بھر اس کی ادائیگی کا وقت ہے، جب بھی ادا کرے گا، واجب ساقط اور صدقہ فطر ادا ہو جائے گا لیکن مسنون اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دینا چاہئے بلکہ ہو سکے تو رمضان المبارک کے مقدس و متبرک مہینے میں ادا کر دے کہ اس کا اجر و ثواب بے حد و بے حساب ہوگا اور دوسرا یہ کہ صدقہ فطر کی ادائیگی سے غریب اور نادار لوگ بھی اپنی عید کے لئے خاطر خواہ سامان کر سکیں گے۔

صدقہ فطر میں تنوع/اقسام:

جس طرح قربانی کے جانوروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنوع کو مشروع و مسنون فرمایا۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں بھی تنوع کو مشروع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم ایک صاع (چار کلو گرام) طعام یا ایک صاع (چار کلو) کھجوریں یا ایک صاع (چار کلو) جَو یا ایک صاع (چار کلو) کشمش صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو گندم آ گئی اور انہوں نے کہا میری رائے میں نصف صاع (دو کلو) گندم ان کے چار کلو کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی)

علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر "تبیان القرآن" میں رقمطراز ہیں کہ "جس طرح قربانی کے جانوروں میں تنوع ہے اور ان کی کئی اقسام ہیں، اس طرح صدقہ فطر میں بھی تنوع ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں اور جو لوگ (مال و دولت کے حساب سے) جس حیثیت کے ہوں وہ اسی حیثیت سے صدقہ فطر ادا کریں، مثلاً جو کروڑ پتی لوگ ہیں وہ چار کلو پنیر کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں اور جو لکھ پتی ہیں وہ چار کلو کشمش کے حساب سے اور جو ہزاروں روپے کی آمدنی والے ہیں وہ چار کلو کھجور اور سینکڑوں کی آمدنی والے دو کلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں۔ (تفسیر تبیان القرآن: جلد 7 صفحہ 761، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

نماز عید اور فرزندان اسلام کا عظیم اجتماع:

عید کے دن تمام صاحبان ایمان مساجد اور عید گاہوں میں حاضر ہو کر اپنے رب تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز عید ادا کرتے ہیں اور اشک ندامت بہا کر اپنے گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے ملک و قوم کی سلامتی و استحکام اور بقا کے لئے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق، امن و سلامتی اور خوشحالی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور نماز عید کا یہ منظر کتنا ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے کہ آج کے عظیم دن میں خصوصاً نماز عید میں امت مسلمہ کا اخوت و بھائی چارہ اور مسلم برادری کا عظیم الشان منظر پیش ہوتا ہے جس میں تمام اہل ایمان کا رنگ و نسل کے فرق و امتیاز کے بغیر بڑا ایمان افروز اور روح پرور اجتماع ہوتا ہے اور اس میں امیر و غریب، حاکم و محکوم، شاہ و گدا سب کے سب اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ...... ایک ہی تلاوت...... ایک ہی ذکر...... ایک ہی تسبیح و تحمید اور ایک ہی دعا ہوتی ہے...... امت مسلمہ اجتماع عید کے موقع پر اپنے خالق و مالک کے حضور سربسجود ہو کر اطاعت و بندگی کی عملی تصویر پیش کرتی ہے۔

اجتماع نماز عید اور اتحاد و اتفاق کا درس:

عید الفطر کا عظیم تہوار وسیع پیمانے پر اخوت و بھائی چارے اور اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے۔ اسی اتحاد و اتفاق سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو معمور کرنے کے لئے آج کے مبارک اور عظیم دن نماز عید کے اجتماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اجتماع ہزاروں، لاکھوں افراد کا اجتماع ہوتا ہے جو صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب بلا چون و چرا حرکت کرتا ہے۔ صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب رکوع و سجود کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ہیں جسمانی ہم آہنگی کے اس دلکش اور دل آویز نظارے میں بڑی لذت اور بڑا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔

آیئے! آج عید کے مبارک دن کے اس عظیم اجتماع میں ہم اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص دل سے یہ عزم مصمم کریں کہ آج سے ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا، آج سے ہماری جو بھی آواز اٹھے گی آج سے ہم جو بھی کام کریں گے، وہ اسلام کی سربلندی، امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق اور خصوصاً اپنے ملک و ملت اور قوم و معاشرہ کی بہتری اور استحکام کیلئے کریں گے۔ اور آج سے ہم اپنے درمیان پھیلی ہوئی ہر قسم کی نفرتوں، اختلافات اور لسانی و مسلکی تعصبات کو ختم کریں گے اور اتحاد و اتفاق، مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیں گے اور ہر قدم پر محبتوں کے

چراغ جلائیں گے۔

نمازِ عیدالفطر کی ادائیگی

یکم شوال المکرم ۲ ہجری کو عیدالفطر کے موقع پر ''نمازِ عید'' کا آغاز کیا گیا۔ فقہ حنفی کے مطابق نمازِ عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ فرض ہے۔ نمازِ عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت چاشت سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے۔ عیدالفطر کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور نمازِ عیدالاضحی جلدی سے پڑھنا مستحب ہے اور اس میں نمازِ عید کے بعد دو خطبے پڑھنا بھی سنت ہیں۔ اسی طرح فقہائے احناف کے نزدیک نمازِ عید میں چھ زائد تکبیریں پڑھنا واجب ہیں۔ اس کے علاوہ نمازِ عیدالفطر سے پہلے کچھ کھا پی لینا بھی سنت ہے۔

عید کے سنن وآداب:

عیدالفطر کے دن حسب ذیل کام کرنا سنت اور مستحب ہیں۔

(۱) حجامت بنوانا۔
(۲) ناخن ترشوانا۔
(۳) مسواک کرنا۔
(۴) غسل کرنا۔
(۵) نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا۔
(۶) خوشبو لگانا۔
(۷) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز (طاق عدد میں) کھانا۔
(۸) نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔
(۹) صبح کی نماز مسجد میں پڑھ کر عید گاہ چلے جانا۔
(۱۰) راستے میں تکبیرات تشریق پڑھنا۔
(۱۱) عیدگاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا۔
(۱۲) خوشی ومسرت کا اظہار کرنا۔

عیدگاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا:

مسنون یہ ہے کہ جس راستے سے نمازِ عید پڑھنے کے لئے عیدگاہ جائے تو نمازِ عید پڑھ کر اس راستے کے بجائے دوسرے راستے سے گھر آئے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (عیدگاہ آتے جاتے) راستہ تبدیل فرماتے تھے۔''

(صحیح بخاری، مشکوٰۃ المصابیح)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ راستہ تبدیل کرنے میں چند حکمتیں یہ ہیں:

☆......دونوں راستے نمازی کی عبادت اور ذکر کی گواہی دیں۔

☆......ان راستوں کے رہنے والے جن و انس اس کے ذکر اور عبادت کے لئے گواہ ہوں۔

☆......دونوں راستوں کو ''جائے عبادت'' کی گزرگاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو۔

☆......دونوں راستوں پر شعائر اسلام کا اظہار ہو۔

☆......متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی کا اظہار ہو۔

☆......دونوں طرف کے رہنے والے رشتہ داروں اور دوست واحباب سے ملاقات ہوجائے۔

☆......راستے میں اگر قبرستان ہو تو قبروں کی زیارت کا موقع بھی حاصل ہوجائے۔

☆......دو راستے اختیار کئے جائیں تاکہ زیادہ محنت ومشقت کرنے سے زیادہ اجر وثواب حاصل ہو۔

☆......نمازِ عید کے لئے جانے والے نمازیوں کے ذکر سے دونوں راستوں کے بے نمازیوں کے ضمیر پر ضرب لگے اور انہیں یہ خیال آئے کہ ایک یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جارہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ جنہیں سال کے بعد بھی نماز پڑھنے کا ہوش نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم، جلد۲ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

ماہِ شوال کے چھ روزے:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص نے رمضان المبارک کے (سارے) روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال میں چھ (۶) روزے رکھے تو یہ ہمیشہ روزے رکھنے کی مثل ہے۔'' (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ عیدالفطر کے بعد شوال المکرم کے یہ چھ روزے پے درپے اور متواتر رکھنے چاہئیں اور اگر یہ روزے متفرق کرکے رکھے یا شوال کے آخر میں رکھے تب بھی متابعت کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ چھ روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر اس لئے ہوں گے کہ ایک نیکی کا اجر وثواب دس گنا ہوتا ہے اور رمضان المبارک کے تیس روزے اور شوال المکرم کے چھ روزے مل کر چھتیس (۳۶) روزے ہوئے اور دس سے ضرب دینے کے بعد حاصل ضرب تین سو ساٹھ (۳۶۰) ہوا اور چونکہ سال میں قمری مہینوں کے اعتبار سے تقریباً تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن ہوتے ہیں، اس لئے جو شخص رمضان المبارک کے سارے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے بھی رکھتا ہے تو اس کو تین سو ساٹھ روزوں کا اجر وثواب ملے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام عبادتوں، حاجات اور دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں اپنی رحمت کاملہ اور اپنے حبیب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق اور طاقت وہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

رمضان کے بعد!

ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفیؒ

رمضان شریف آیا اور چلا گیا پھر وہی ہم ہیں پھر وہی مشاغل پھر وہی نفس شیطان ہیں اور پھر وہی حالات زندگی:

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

رمضان شریف کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس کرتے ہو اور کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی! کچھ نہیں محسوس ہوتا! ہم جو عبادات وطاعات میں مشغول رہے ان کا کیا اجر ملا، ہمارے ایمان وروح میں کس قدر ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضا نصیب ہوئی کچھ محسوس نہیں ہوتا تو دیکھئے پہلے یہاں سے شروع کیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات واکرامات کا شکریہ ادا کریں جن کو محسوس کرتے ہیں اور جن سے ہر وقت کا واسطہ ہے اور عادات ڈالیں ان نعمتوں کی قدر دانی کی جب قدر کریں گے تو قلب اور روح میں صحیح صلاحیتیں پیدا ہوں گی، قابلیت پیدا ہوگی، اللہ میاں نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ داروں کو صلہ میں دوں گا، ہمیں آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے اور کس قدر انعامات عطا ہورہے ہیں، ہمارے اللہ میاں ایسے ہی مربی، ایسے ہی رحیم وکریم ہیں، ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں ہمارے احساسات سے بالاتر ہیں کیونکہ یہ سب روحانی وایمانی ہیں لیکن جو کچھ انعامات محسوسات میں سامنے ہیں ان کو ذرا مستحضر کرلیں اور شکر ادا کریں۔

اللہ میاں نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو معلوم ہوا کہ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوا۔ اب تمہیں پاک وصاف ہوجانے کا موقع عطا فرمایا جارہا ہے، اس لئے کہ ناپاکی کے ساتھ نہ اللہ میاں سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے، تمہارے ہی نفع کے لئے اللہ میاں نے ذرا تیور بدل کر فرمایا کہ دیکھو اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کروالئے تو برباد ہوجاؤ گے، اللہ میاں کا یہ تیور کام آگیا، بندے ڈر گئے اور لالچ میں بھی آگئے اور عرض کرنے لگے: یااللہ! ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرمادیجئے، ہم نہ جانے کہاں کہاں ملوث رہے اور نہ جانے کتنی لغویات اور معصیتوں میں اپنے دن گندگی میں گزار لئے ہم نے شرافت کے احساسات مٹالئے اور اپنا احساس بندگی ہی کھو بیٹھے، لیکن اب جبکہ ندامت کا احساس ہوا تو توبہ واستغفار کی توفیق ہوئی، چونکہ ندامت اور خلوص دل سے توبہ کرلی تو اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معاف فرمادیا۔ اب قلب صاف ہوگیا اور ہم متقی اور پرہیزگار ہوگئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہم تم کو دس دنوں تک مورد رحمت بنائیں گے، کون سی رحمت جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ تمہارے لئے ہو اور جس کی تم کو ضرورت ہے پھر دس دنوں تک مورد مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی اندیشہ ہو تو دس دن ہم ایسے رکھیں گے کہ پروانۂ نجات دے دیں گے اب تو دوزخ سے چھٹی ہوگئی اور ایسے پاک وصاف ہوگئے کہ نفس بشریت کے جتنے فاسق مادے تھے سب دور ہوگئے، لا الٰہ الا اللہ، یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ روزہ دار مومنین کو، کون مومنین؟ جو ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، ارے وہ محبوب نبی جن کو اللہ جل شانہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا خود بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین اور آپ کو بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین بنایا، آپؐ ہی کی دل جوئی آپؐ ہی کی خاطر یہ سب انعامات مومنین کو عطا فرمائے، اسی محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو عالم ناز میں آکر اپنے رب سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنی مراد نہ پالوں اور جب تک اپنے امتیوں کے لئے تمام مغفرت کا سامان نہ کرالوں تو اللہ میاں فرماتے ہیں: اچھا ہم ایسا انعام دیں گے جو آپؐ کے امتیوں کے قیاس اور وہم وگمان میں بھی نہ آسکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا ہی بنالینے کے لئے بہت سے ذرائع بھی عطا فرمائے اور ایسی عبادات وطاعت کی توفیق دی جس میں انہیں کی رضا جوئی پیش نظر تھی، چنانچہ روزہ داروں کی ساری رات عبادت میں گزر جاتی ہے، افطار سے پہلے ہی ہر مسلمان دنیا کے مشاغل سے فارغ ہوکر عبادات کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، چنانچہ روزہ افطار کے بعد نماز مغرب میں نوافل ادا کئے، اس کے بعد کھانا کھایا پھر تراویح سے فارغ ہوتے ہوتے کافی وقت گزر گیا اور دیر سے سونے کا وقت ملا۔ اس کے بعد جب سحری کے لئے بیدار ہوئے تو اس وقت نوافل تہجد، تسبیحات اور فراغت

قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعائیں ومناجاتیں، نماز فجر تک جاری رہیں، نماز فجر باجماعت ادا ہوئی پھر دن بھر بھی اشراق وچاشت کی نمازیں، کلام پاک کی تلاوت، اذکار واوراد میں مشغولیت اور اس کے علاوہ دنیوی مشاغل میں ہروقت ذکر اللہ اور پاکیزگی کا اہتمام رہا، یہ سب باتیں تعلق مع اللہ ہی تو پیدا کرنے والی ہیں، اگر ان سب کا خلاصہ نکالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کتنا زیادہ کلام اللہ سننے اور پڑھنے کا موقع ملا جو ایک معنی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہی کی سعادت ہے پھر اور دنوں کے مقابلے میں اس ماہ مبارک میں زیادہ وقت دعاؤں اور مناجاتوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، ان سب باتوں کا حاصل الحمدللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب خصوصیات کی توفیق عطا فرمائی تو قبول بھی فرمایا اور یہی ہماری عبادت کی غایت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے عنوانات عطا فرما کر ہم کو اپنا ہی بنالیا۔

روزہ داروں کے لئے اعلان ہو رہا ہے کہ جنت سجائی جارہی ہے مہکائی جارہی ہے کیوں؟ ہمت افزائی کے لئے، ایمان افروزی کے لئے، اپنے تعلق خاص کے لئے، اس کے علاوہ کیا کرم چاہتے ہو؟ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہمارے فرشتے جو ہمہ وقت تسبیح و تحلیل میں مصروف رہتے ہیں ان کو حکم ہوتا ہے کہ ابھی اپنی اس عبادت سے رک جاؤ اور ہمارے بندوں کے لئے جو روزہ دار ہیں دعائے مغفرت کرو اور جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو، ارے کتنا بڑا احسان ہے کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے، اللہ میاں فرماتے ہیں کہ نادانو! تمہیں کیا معلوم ہم نے تمہیں کیا دے دیا؟ صفات ملکوتی تمہیں دیئے گئے ہیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذا تسبیح وتحلیل سے رکوا کر تمہارے لئے دعائیں کروائیں، اس ماہ مبارک میں اللہ میاں نے وہ دولت لازوال دے دی کہ اندازہ ہی مشکل ہے جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم امکان میں عطا فرمائی یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا یہ ایسا آخری انعام ہے کہ آج تک مخلوقات پر کبھی عطا نہ ہوا تھا جو انسان کو انسان بنادے، شرافت نفس پیدا کردے اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کردے اور پھر اسی کلام پاک میں ایک آیت ہے جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.“ (القرآن)

ترجمہ: ”آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“

تو اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا جو سراپا نور ہو اور جو اس سے تعلق رکھنے والوں کو نور علی نور بنادے، ہم نے تو اپنی سمجھ کے مطابق یوں تو ایک عمل تلاوت کلام اللہ کیا مگر نقوش کی زیارت سے آنکھیں منور ہوگئیں، کانوں نے سنا تو سماعت میں نور پیدا ہوگیا، زبان سے الفاظ ادا کئے تو زبان میں نور پیدا ہوگیا، قدر کرو اور شکر ادا کرو ایک عمل میں تین انعامات ملے۔ یہ کلام اللہ، عالم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی وسرمدی نعمت لازوال غیر مترقبہ ہے۔

تیس دن تک اللہ میاں نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا، اپنے جنت کے لئے وعدے تازے فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اس سے بڑی بات اور کیا چاہئے کہ تیس دن تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا، دور سے نہیں بالکل قریب سے اتنا قریب بلالیا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قریب نہیں آسکتے تھے بغیر استحقاق کے روزانہ زائد بیس رکعت نماز تراویح کے ذریعہ سے چالیس مقامات قرب مزید عطا فرمادیئے، ہر سجدہ مقام قرب ہی تو ہوتا ہے، اس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقام اعلیٰ پر ہوتا ہے، اس طرح مقام قرب میں پیہم ترقی عطا فرمائی، یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔

اس ماہ مبارک میں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت لیلۃ القدر عطا فرمائی کیا ہم لوگوں کے وہم وگمان میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے روزہ دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطا فرمانے والے ہیں، نہ فرشتوں کے نہ نبیوں کے کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی کوئی تمنا کرسکتا تھا، یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لئے تشریف لاتے ہیں، آج تک کسی امت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہی نہیں تھا، کتنی خصوصیت ہے ہم لوگوں کے ساتھ، لا الہ الا اللہ تمام کائنات عالم ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب مل کر تمنا کرتے، مجاہدے کرتے تب بھی ان کے وہم وگمان میں نہ آتا کہ لیلۃ القدر میں کتنی سلامتیاں ہیں کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں حاصل ہو رہی ہیں محض اپنے فضل سے، محض اپنے کرم سے، محض اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دولت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

اب اتنی باتیں تو ہوگئیں، تمام انعامات دے دیئے، چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، انعام مل گیا ہے اور اسی لئے عید کے دن اول ہی وقت نماز شکرانہ ادا کرلی، دینے والے نے پتہ دے ہی دیا، تب ہی تو ہم پر شکر واجب ہوا، اب اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مسلمان نماز عید الفطر

کے لئے جمع ہوتے ہیں اور خدا کی تجلیات کبریائی کے لئے چھ زائد تکبیریں ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ یااللہ! یہ جو آپ کے انعامات لئے بیٹھے ہیں ان کا شکر ادا کرنے آئے ہیں وہ شکرانہ نماز جو آپ نے واجب فرمائی ہے تو اللہ میاں فرمائیں گے کہ جو سب بخشے بخشائے ہیں یہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے جس پر ہمارا ایمان وایقان ہے۔

دیکھو تم کو اب ایسی شرافت، انسانیت اور شرافت نفس عطا ہوئی ہے کہ نفس وشیطان مضمحل ہوکر پامال ہوگئے، تم خدا کی رضا جوئی میں کامیاب ہوگئے اور تمہاری صلاحیتیں درست ہوگئیں اور اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا، جاؤ خوشی مناؤ لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی چند دنوں بعد ناقدری شروع کردیتے ہیں تو دیکھو کبھی ایسی ناقدری نہ کرو، ارادہ کرلو کہ جو صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے، اپنے نفس کو، آنکھ کو، دل کو، زبان کو، اپنے ہر معاملات میں پاک رکھیں گے اور اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں کہ اب انشاء اللہ ہم کو اللہ کی رضا جوئی میں آسانیاں ہوجائیں گی۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتنے بہت سے انعامات واحسانات لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا یہ کیا بات ہے؟ آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا، پیٹ بھرلیا کچھ خبر ہے معدہ کے اندر کیا ہورہا ہے؟ محسوس کیجئے، زور لگایئے اور بتلایئے غذا رگوں میں کس طرح تقسیم ہورہی ہے، تحلیل شدہ غذا کے اجزا اور تاثرات خون بن کر رگ وپے کو کس طرح قوت بخش رہے ہیں، کچھ نہیں محسوس ہوتا لیکن سب جزو بدن ہورہا ہے، آنکھ کو بینائی مل رہی ہے، کانوں کو سماعت مل رہی ہے، زبان کو گویائی مل رہی ہے، دماغ کو حافظہ مل رہا ہے، اسی غذا کی وجہ سے تو یہ سب کچھ ہے جو پیٹ میں ہے، یہ سب کچھ ذرا غور کرکے محسوس کرکے بتلایئے کہ کتنی بینائی بڑھی، کتنی سماعت بڑھی، کتنی گویائی بڑھی، یہ سب کارخانہ مادی ہے جو کام کررہا ہے، بتاؤ کچھ محسوس ہوا؟ لطیف سے لطیف چیزیں اسی غذا کی بدولت پیدا ہورہی ہیں، احساسات، جذبات، تخلیات، ایثار، محبت وذہانت، شرافت، فراست سب پرورش پارہے ہیں کچھ محسوس نہیں ہورہا ہے کہ کیسے ہورہا ہے، لیکن سب ہورہا ہے، ہاں آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت وقوت پیدا ہوئی اور ترقی کی نشوونما کی صلاحیتیں پیدا ہوئیں اسی طرح روح کی غذا اللہ کا ذکر اور اللہ کے اوامر میں اور پرہیز نواہی میں، الحمدللہ! تیس دن تک آنکھوں، کانوں، اور زبانوں کا پرہیز کرلیا، توبہ استغفار کرلیا، تقاضائے فطری اور نفسانی جو جائز بھی تھے لیکن اللہ میاں کے لئے انہیں بھی کچھ وقت کے لئے ترک کردیا تاکہ صفات ملکوتی اچھی طرح پرورش پائیں روح کو غذا بھی الحمدللہ ملتی رہی، ذکر اللہ، کلام اللہ، تسبیحات، نوافل کی سعادتیں بھی نصیب رہیں تو روح نے ساری ایمانی غذا لے لی پھر لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ سارے تجلیات و انوار روح نے جذب کرلئے اب غور کیجئے کہ جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی لطافت روحانیہ، ایمانیہ کیسے محسوس ہو، آثار معلوم ہوتے ہیں جیسے جسم کی صحت کے آثار معلوم ہوتے ہیں، جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا اس میں نہ تو تعلّی ہے، نہ شاعری نہ مبالغہ، سب حقیقت ہے۔

اب دعا کیجئے یااللہ! جو کچھ ہم نے سنا اور کہا یہ سب آپ کی عطا ہے، یااللہ! آپ کے انعامات برحق آپ کے احسانات برحق، آپ نے تو یااللہ! ہمیں یقیناً اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرمادیا اور ہم جس کے حق دار نہ تھے آپ نے وہ بھی عطا فرمادیا، یااللہ! اس دولت عظیم کو ہم سنبھالیں کیسے؟ ہمارے نفس وشیطان دونوں ڈاکو ہیں، یااللہ! یہ تو آپ کی دی ہوئی دولت ہے، آپ ہی حفاظت فرمادیجئے، یااللہ! ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان انعامات کی قدر کریں، اور ان کا صحیح مصرف کریں اور ہمیشہ طلب مغفرت واستغفار اور آپ کی رضا جوئی کرتے رہیں، یااللہ! آپ نے جو صلاحیتیں درست فرمادی ہیں ان کو روبکار رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمایئے، یااللہ! اپنے بندوں میں کرم فرمایا ہے تو اب ہم ذلیل نہ ہوں، یااللہ! آپ نے ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے تو اور مہینوں میں بھی عطا فرماتے رہیے، تمام مخلوق پر آپ نے فضیلت دی ہے مومن ہونے کی حیثیت سے تو اے اللہ! اب ہم پر اور دنیاوی اثر کوئی غالب نہ آنے پائے، یااللہ! آپ نے ایسی حالت پر ہم کو پہنچادیا ہے کہ اب ہم سے خوش ہی ہوجایئے اور ہم کو بھی خوش رکھئے:

”اللھم زدنا ولا تنقصنا
واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا
واٰثرنا ولا توثر علینا وارضنا
وارض عنا۔“

یااللہ! آپ نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے اور اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو آپ اپنی رحمت ومغفرت سے تلافی فرمادیجئے ہم کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمایئے، یااللہ! ہم کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ زندہ رکھئے اور اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کے ساتھ زندہ رکھئے اور جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر، آپ کی رضائے کاملہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب یااللہ! ہم سب جنت میں داخل ہوجائیں۔ آمین ثم آمین۔ ☆......☆

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا!

اسلام قبول کرنے والے نوجوان عبدالواحد کی ایمان افروز داستان

خالد محمود

زیر نظر داستان ایک سکھ نوجوان کے قبول اسلام کی ہے، جسے بعدازاں بے شمار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا مگر اس کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی، جناب خالد محمود نے اس نوجوان کی داستان دلچسپ انداز میں قلم بند کی ہے۔ مضمون نگار خود بھی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، ۱۹۸۵ء میں ایک رات انہوں نے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے انہیں اسلام کی جانب مائل کیا وہ ابتداً میں چھپ چھپ کر روزے رکھنے لگے، نماز نہیں آتی تھی مگر سیکھی اور پڑھنا شروع کی۔ ۱۹۸۸ء میں انہوں نے باقاعدہ بیعت کی اور اسلام قبول کرنے کی سند بھی حاصل کرلی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا نام یوئیل کندن تھا۔ اب ان کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اترنے والا الہامی کلام جب زبان نبوت سے لازوال الفاظ کی خوبصورت شکل اختیار کر کے اندھیروں میں گھری مخلوق کے سامنے آیا تو وہاں انسانی زندگی کا ایسا ضابطۂ حیات مرتب ہوا کہ رہتی دنیا سے استفادہ کرتی رہے اور اس کی روشنی میں ذرہ بھر کمی نہ آئے۔

صدیوں پر صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی جو لوگ ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ کر دین اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہورہے ہیں، ایسے مبارک لوگوں کی زندگیاں ہم جیسے نام نہاد مسلمانوں کے لئے اپنا بھولا ہوا سبق ایک ایسے شخص کو سامنے رکھ کر یاد کرنے کی کوشش کریں، جسے دین اسلام کی روشنی نے غیر معمولی اور باصلاحیت انسان بنادیا ہے۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے دن سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص "کانشی رام" کے گھر ایک پیارے بچے نے آنکھ کھولی، جس کا نام "سندرداس" رکھا گیا۔ سرگودھا کے قصبے "دودہ" کی سرزمین پر سندر داس بھی عام بچوں کی طرح چلنے بڑھنے لگا، قدم ذرا شعور کی دہلیز تک آئے تو یہ بچہ بھی گاؤں کے دیگر بچوں کے ساتھ اسکول جانے لگا، جب اپنے تعلیمی سال کے چھٹے ساتویں مرحلہ میں یہ بچہ آیا تو باوجود اس کے مذہب کی بنا پر اسلامیات کے پیریڈ میں اس کی "حاضری" نہیں تھی مگر یہ بچہ اپنے دیگر ہم جماعت طلبا کے ساتھ اسلامیات کے پیریڈ میں حاضر ہوتا اور اس پیریڈ میں جہاں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مبارک زندگی کے تذکرے آتے، دیگر مسلمان بچوں سے بھی زیادہ ذوق وشوق سے ان کو سنتا اور تنہائی میں غور وخوض کرتا، پھر اسکول کے احاطے میں نماز ظہر کا اہتمام باجماعت ہوتا تو یہ بچہ اسکول کے درختوں سے ٹیک لگائے، مسلمان بچوں کے رکوع وسجود کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا۔

یہ رشک جب عشق میں بدلا تو یہ بچہ نویں جماعت کا طالب علم اور شعور کی کئی چھوٹی بڑی منزلیں طے کرکے لڑکپن میں آچکا تھا ۱۹۸۸ء میں جمعۃ المبارک کے دن اس لڑکے نے مولانا محمد عمر فاروق صاحبؒ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔ اس کا اسلامی نام عبدالواحد رکھا گیا۔ اپنے گھر اور خاندان والوں میں قبول اسلام کا یہ فیصلہ سندرداس نے اکیلے کیا تھا، لہٰذا قبول اسلام کے بعد گھر اور خاندان والوں کے تشدد اور ممکنہ عتاب کی وجہ سے ہم راز مسلمان دوستوں اور اسلامیات کے استاد مولانا شمشیر صاحب کے مشورے سے فیصلہ ہوا کہ عبدالواحد سابق سندرداس فی الحال اپنے قبول اسلام کو گھر والوں سے کچھ عرصے کے لئے خفیہ رکھے اور قبول اسلام کے اظہار یا اعلان کے لئے کسی مناسب وقت کا انتظار کیا جائے۔

اب عبدالواحد گھر اور خاندان والوں سے چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنے اور دیگر فرائض واجبات ادا کرنے کا سلسلہ شروع کرتا ہے مگر عبدالواحد کے یہ قیام اور رکوع گھر اور خاندان والوں سے زیادہ دیر چھپے نہ رہ سکے۔ کبھی یہ نماز پڑھتا ہوا اپنے بڑے بھائی کستوری لال کی نظروں میں آیا تو کبھی بڑی خالہ نے اسے مسلمانوں والی نماز پڑھتے دیکھ لیا۔

عبدالواحد کی اسلامی زندگی کا پہلا رمضان آیا تو یہاں بھی اس نے گھر والوں کی نظروں سے بچنے کی کوشش کی۔ عیدالفطر والے دن اس کے گھر والوں کو کوئی یہ بتا کر چلا گیا کہ: "تمہارے بیٹے نے آج عیدالفطر کی نماز ادا کی ہے۔" جب نومسلم عبدالواحد دن کا نصف حصہ اپنے ہم راز مسلمان دوستوں کے ساتھ گزار کر اپنے گھر پہنچا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ آج دن کا نصف تم نے کہاں گزارا؟ جب کہ ایسے موقعوں پر تم گھر ہوا کرتے ہو، پہلے تو عبدالواحد اس پوچھ گچھ پر حیران ہوا اور پھر ادھر ادھر کے جوابات دے کر بات ٹال گیا۔

اب اس کے گھر والے اس کی خوب خبر اور نگرانی رکھنے لگے، ادھر عبدالواحد بھی دل ہی دل میں اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا کہ میٹرک کے نتائج کے بعد وہ اپنے گھر اور گھر والوں کو خیر باد کہہ دے گا۔ میٹرک میں کامیابی کے بعد اس نے گھر والوں کے سامنے مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے سرگودھا جانے کی اجازت مانگی۔ اجازت مل گئی تو سرگودھا گورنمنٹ کالج میں ایف ایس سی میں داخلہ لیا اور شہر میں ایک مسلمان جاننے والے کے گھر میں چند دنوں کے لئے قیام پذیر ہوا، سرگودھا کی مجسٹریٹ عدالت میں پیش کیا گیا، جہاں مجسٹریٹ اعجاز بلوچ صاحب نے اس سے اس کے سفر کی مکمل روداد سنی اور ضابطے کی کارروائی پوری کردی۔ اس کی عدالتی کارروائی کا اعلان برق رفتاری کے ساتھ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا، اس بازگشت کی اطلاع دور قصبے میں عبدالواحد کے گھر اور خاندان کو بھی مل گئی۔

اس بازگشت کا ردعمل آنا ابھی باقی تھا، عبدالواحد چند دن قیام کے بعد اپنے مسلمان دوست سے اجازت لے کر اگلی راہ کو چل پڑا، اب اس کی منزل مولانا محمد عمر فاروق صاحب کا گھر تھا، جن کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کر کے اس نے سندر داس سے عبدالواحد ہونے کا شرف حاصل کیا تھا۔ مولانا محمد عمر فاروقؒ نے گھر بار چھوڑ کر آنے والے اس نومسلم کا دل و جاں سے استقبال کیا اور اپنے گھر میں اپنے بچوں کی طرح رکھا، ایف ایس سی میں داخلہ لینے والا یہ نومسلم طالب علم ایف ایس سی کو ایک طرف رکھ کر اب قرآن و حدیث کی مبارک اور منزہ تعلیم کے حصول کا شدید خواہشمند تھا، دوسری طرف اس کے گھر اور خاندان والے غم و غصے کی حالت میں اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ وہ اسے تلاش کرتے ہوئے مولانا کے گھر پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ وہ سندر داس کو ان کے حوالے کردیں، ورنہ ہم تھانہ کچہری کریں گے کہ تو نے ہی ہمارے بچے کو ورغلا کر زبردستی مسلمان کیا ہے، جب کہ حقیقت یہ تھی کہ مولانا عمر فاروقؒ نے عبدالواحد کے گھر از خود اطلاع بھیجی تھی کہ عبدالواحد میرے پاس ہے اور الحمدللہ خیریت سے ہے۔

عبدالواحد کے گھر والوں کی جانب سے مولانا محمد عمر فاروق صاحب پر عبدالواحد کو ورغلانے اور اسے زبردستی مسلمان بنانے کا اعتراض آیا تو اس موقع پر عبدالواحد نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ وہ اپنی رضا اور خوشی سے بتوفیق الٰہی مسلمان ہوا ہے۔ میں مر تو سکتا ہوں، دین اسلام کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ عبدالواحد کے ان دوٹوک الفاظ کے باوجود بھی اس کے گھر اور خاندان کی جانب سے بھرپور کوشش کی جاتی رہی۔

جب اس کے گھر اور خاندان کے لوگوں نے یہ محسوس کرلیا کہ سندر داس اب واپس آنے کا نہیں تو آہستہ آہستہ وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اس دوران عبدالواحد کی اسلامی تعلیمات کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہا۔ ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم قاری محمد اسلم صاحب سے لی اور درس نظامی کی ابتدائی دو سال کی تعلیم جامعہ نعمانیہ میں مولانا محمد عمر فاروق صاحب سے حاصل کی۔ مزید درس نظامی کی تعلیم کے لئے وہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد چلا آیا۔ یہاں سات سال تک علم نبوت سے نورِ نبوت کا سلسلہ جاری رہا اور ۲۰۰۰ء میں اس نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ اسی سال عبدالواحد اپنے دیگر ہم جماعت طلبا کے ساتھ کراچی آ گیا اور یہاں کی عظیم روحانی اور علمی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی) میں داخلہ لیا، یہاں الدعوۃ والارشاد کا دو سالہ تخصص کورس ۲۰۰۲ء میں مکمل کیا پھر ۲۰۰۳ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تخصص فی الافتاء (مفتی کورس) میں داخلہ لیا اور اس کورس کے تیسرے سال کا ایک مقالہ بعنوان "فسخ نکاح شریعت اور ملکی قوانین کے آئینے میں" لکھا، مقالے کی تکمیل پر عبدالواحد کو دستار فضیلت بھی عطا کی گئی، عبدالواحد کے تخصص فی الافتاء کا سال سوم تھا کہ اس نے شیخ زید یونیورسٹی کراچی میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لیا، یہ تحقیقی کام وہ پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب کی زیر نگرانی کر رہا ہے۔

ان سارے علوم کی تحصیل کے دوران ۲۰۰۴ء کے اختتام پر عبدالواحد کی شادی ایک دین دار گھرانے کی نیک سیرت خاتون سے انجام پائی جو خود بھی دینی علوم کی عالمہ فاضلہ ہے۔ آئیں اب میں عبدالواحد کی زندگی کے ایک اور مبارک اور عظیم رُخ کی طرف لے چلوں، جب اس نے دین اسلام قبول کیا اور اس کی حقیقی مسرتوں کو اپنے اندر محسوس کیا تو اسی دن سے عبدالواحد کے روپ میں اس کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی جو حقیقی روشنی مجھے دکھائی ہے، اے اللہ! میرے گھر اور خاندان والوں کو بھی اس روشنی سے منور کردے، کیونکہ یہی حقیقی کامیابی ہے، ایک عرصے تک یہ دعا عبدالواحد کے لبوں پر لرزتی رہی اور پھر یہ دعا بارگاہ الٰہی میں کچھ اس انداز سے قبول ہوئی کہ جو والدین اور بہن بھائی اس کے مسلمان ہونے پر شدید ناراض اور نالاں تھے اب اس ناراضی پر دو تین سال قبل والدین اور بہن بھائیوں کی محبت کا جذبہ غالب آ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں عبدالواحد کے والدین اور بہن بھائی بھی اس کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کر کے ایک اللہ کی وحدانیت کا پکا سچا اقرار کر کے مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ!

آج بھی جب بھی عبدالواحد سے میری ملاقات ہوتی ہے تو ہمیشہ کی طرح ایک مبارک جملہ اکثر اس کی زبان پر رہتا ہے اور وہ یہ کہ "حقیقی کامیابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔"

میں اکثر سوچتا ہوں کہ اے کاش! یہ جملہ تمام تر حقیقتوں کے ساتھ ہم تمام مسلمانوں کے قلب و روح میں بھی اتر جائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

مغرب کی اسلام دشمنی اور دینِ حق کی مقبولیت

رید احمد نعمانی

یورپ اور مغرب کا اسلام سے تعصب کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اسلامی تہذیب وثقافت، شعائرِ اسلام اور شخصیات اسلام کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کیا ہے۔ ماضی میں ان اعدائے اسلام کی جانب سے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ اسلام ایک انتہا پسند، رجعت پسند اور تشدد پر یقین رکھنے والا مذہب ہے۔ اسلام میں عورت کے کوئی حقوق نہیں۔ اسے گھر کی چار دیواری میں قید رکھا جاتا ہے۔ آج بھی زمانہ حال کی تمام تر جدتوں اور ابلاغ کی تمام صورتوں کو بروئے کار لا کر دین مبین کے دشمنوں نے اسلام کے خلاف اپنا متعصبانہ، جارحانہ اور معاندانہ طرز عمل جاری رکھا ہوا ہے۔ وقفے وقفے سے یورپ کے اندر اسلام دشمنی کی کوئی نہ کوئی تازہ لہر اٹھتی رہتی ہے۔ معاذ اللہ کبھی گستاخانہ خاکے تو کبھی حجاب پر پابندی، کبھی مساجد پر حملے تو کبھی کلام الٰہی کی بے حرمتی، کبھی اسلامی سزاؤں پر تنقید تو کبھی احکام اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی۔

تازہ خبر کے مطابق نسل پرست گروپ فار رائٹ کی جانب سے جرمنی کے شہر بون میں اسلام مخالف ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ ریلی کے ۳۰ شرکاء نے ہاتھوں میں گستاخانہ خاکے اٹھا رکھے تھے، جب کہ انہیں جرمن پولیس کی جانب سے مکمل سیکورٹی بھی فراہم کی گئی تھی۔ اس ریلی کو ۶۰۰ کے قریب مسلمانوں نے اس وقت روک دیا، جب یہ ریلی شاہ فہد اکیڈمی کے سامنے پہنچی، اس دوران دونوں فریقوں کے مابین شدید تصادم ہوا۔ بتایا جاتا ہے کہ مظاہرین نے ریلی کو تحفظ دینے کے لئے پہنچنے والے پولیس اہلکاروں پر بھی پتھر پھینکے، جس کے نتیجے میں متعدد افراد زخمی ہوئے، جن میں ۳۰ پولیس افسران بھی شامل ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولیس کو صورت حال سنبھالنے میں ۴۵ منٹ لگ گئے۔

واضح رہے کہ گزشتہ ہفتے جرمنی کی ایک عدالت نے الیکشن مہم کے دوران اشتعال انگیز گستاخانہ خاکوں پر پابندی اٹھالی تھی، جس کے بعد اس فیصلے کو مسلم حلقوں کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا تھا، جبکہ عدالتی فیصلے کے بعد اسلام مخالفین کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک اور مظاہرہ جرمنی کے دوسرے شہر لونگن میں بھی کیا گیا، دوسری جانب اسلام دشمن نازی پارٹی کا کہنا تھا کہ ۲۵ مساجد کے سامنے ایسے مظاہرے کئے جائیں۔ اس اعلان کے بعد بون شہر میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ نازی پارٹی نے ڈنمارک کے گستاخ کارٹونسٹ ویسٹر گارڈ کے بنائے گئے خاکے ۱۳ مئی کو ہونے والے انتخابات کی مہم کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔ اس پارٹی نے اسلام مخالف خاکوں پر انعام کا بھی اعلان کر رکھا ہے۔ دوسری طرف جرمن حکومت کے ایک عہدیدار نے نازی پارٹی کو ہی ساری صورتِ حال کا ذمہ دار قرار دیا ہے، جب کہ جرمنی کے عیسائی وزیر دفاع فریڈرچ کا کہنا ہے کہ معاملے کا کوئی حل نکال لیا جائے گا۔

یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ جرمنی میں ہی ۲۰۰۹ء کے دوران ایک مصری خاتون مروا شیربنی کو ایک جرمن دہشت گرد شہری نے کمرۂ عدالت میں سر عام خنجر مار کر شہید کر دیا تھا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق اس مذموم واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ جرمنی کے شہر ڈرسٹن میں ۲۸ سالہ جرمن شہری الیکس مروا شیربنی کا پڑوسی تھا۔ شیربنی جب بھی حجاب پہنے اپنے گھر سے باہر نکلتی تو الیکس اسے تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتا تھا۔ اگست ۲۰۰۸ء میں مروا جب اپنے تین سالہ بچے کو گھر کے قریب واقع پارک میں جھولا جھلا رہی تھی تو اسی اثنا میں الیکس پارک میں داخل ہوا اور شیربنی کو حجاب پہنے دیکھ کر اسے ''مسلم انتہا پسند، دہشت گرد'' اور دیگر غیر اخلاقی کلمات کہتا رہا۔ مروا اور اس کے شوہر نے الیکس کے، مذہب کی بنیاد پر متعصبانہ اور نازیبا رویئے پر جرمن عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت میں اپنے بیان میں الیکس نے کہا تھا کہ اس شدت پسند مسلم خاندان کو جرمنی میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ جس کے بعد عدالت نے الیکس کو مسلم خاتون کے مذہب کی توہین کرنے پر مجرم پایا اور اس پر صرف ۷۸۰ یورو جرمانہ کیا۔

یکم جولائی ۲۰۰۹ء کو شیربنی اپنے خاوند عکاظ اور تین سالہ معصوم بیٹے کے ہمراہ مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت میں موجود تھی۔ اس موقع پر شیربنی کو حجاب میں دیکھ کر الیکس نے چاقو کے اٹھارہ وار کر کے شیربنی کو شہید کر دیا، جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ

تھیں۔ شیریں کا شوہر عکاظ بھی اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش میں قاتل کے چاقو اور پولیس کی گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔

ادھر امریکی وزیر خارجہ ہلری کلنٹن نے امریکا میں مسلمانوں کے ساتھ متعصبانہ رویے کا اعتراف کر لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق بنگلہ دیش میں پبلک فورم میں ایک طالب علم نے امریکی وزیر خارجہ سے سوال کیا: ''امریکا اسلام کے خلاف کیوں ہے؟'' جس پر امریکی وزیر خارجہ نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ ان سے جو سوال پوچھا گیا ہے، اس کا جواب بدقسمتی سے ہاں میں ہے، تاہم انہوں نے فوراً ہی پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ: دراصل اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے انتہاپسندوں نے امریکا پر حملہ کیا، لہٰذا صرف امریکا کو ہی قصوروار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا۔

یاد رہے کہ گزشتہ ماہ کے آخر میں امریکی ریاست فلوریڈا میں ملعون پادری ٹیری جونز نے ایک مرتبہ پھر شیطانی عمل دہراتے ہوئے، قرآن پاک کی شدید بے حرمتی کی اور اس عمل کی ویڈیو انٹرنیٹ پر جاری کی تھی۔ امریکی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ملعون جونز اور اس کے ساتھی ایک پادری نے فلوریڈا میں ایک چرچ کے سامنے احتجاج کیا، جس کے دوران وہ ایرانی جیل سے سزائے موت پانے والے عیسائی پادری یوسف نادر خانی کی رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ امریکی اخبار ''دی جیسو یلی سن'' کی رپورٹ کے مطابق نعوذ باللہ! قرآن کریم کے نسخے نذر آتش کئے جانے کے موقع پر ۲۰ کے قریب افراد موجود تھے، جب کہ چرچ کی طرف جانے والی سڑک پر پولیس افسران تعینات تھے تا کہ ملعون پادری کو اس مذموم عمل کے سرانجام دینے میں کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ واقعے کے چند لمحے بعد شہر کے محکمہ آگ نے چرچ کو شہر کے فائر آرڈی نینس کی خلاف ورزی کا نوٹس بھیجا، جب کہ امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے بھی ملعون امریکی پادری کے طرز عمل کے خلاف صرف ایک رسمی سا بیان جاری کیا۔

اگرچہ اس وقت طاغوت اسلام اور قرآن کریم کو مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ہر چوتھا شخص مسلمان ہے، جبکہ دنیا بھر کی اہم شخصیات اپنا پرانا مذہب ترک کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ اس حوالے سے سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی لورین بوتھ پہلی اسلام قبول کرنے والی خاتون نہیں ہیں، بلکہ لورین سے پہلے بھی متعدد نامور شخصیات اسلام قبول کر چکی ہیں۔ عالمی شہرت یافتہ قازقستان کے صدر نور سلطان نذر بائیوف اور گبون کے صدر عمر بونگو نے بھی اپنا پرانا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں صدور کی جانب سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے وہاں اسلام کی مقبولیت میں اضافہ ہوا اور لوگ اسلام کو ترجیحی بنیادوں پر سمجھ رہے ہیں، اسی طرح پاکستانی عیسائی کرکٹر یوسف یوحانہ نے بھی اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام محمد یوسف رکھا۔ جب کہ ۲۰۰۱ء میں طالبان کی قید سے رہائی پانے والی برطانوی خاتون صحافی ایوان رڈلے نے بھی اپنا پرانا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا اور اب ان کا اسلامی نام مریم ہے۔ ایک سروے کے مطابق یورپ کے بعض ممالک جرمنی، فرانس، امریکا اور روس سمیت کئی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ بڑی تعداد میں اپنا پرانا مذہب ترک کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

یہاں اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر اسے قبول کرنے والی خاتون ''مونیکا مسلم'' کا یہ بیان ذکر کرنا ہی کافی معلوم ہوتا ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے:

''میں پردے کو عورت کی توہین نہیں سمجھتی بلکہ میں اسے عورت کی سہولت اور آسانی کے لئے انتہائی ضروری سمجھتی ہوں۔ میں نے اتفاقاً اسلام قبول نہیں کیا ہے، بلکہ یہ مسئلہ چند سال پرانا ہے۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتی ہوں جہاں مرد رات کو نشے میں دھت گھر آتے ہیں اور اپنی عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر اپنی اور ان کی زندگیوں کو تباہ کرتے ہیں، میں نے اسلام کو امن، صلح اور رحمت کا دین سمجھ کر منتخب کیا ہے، میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور اس کا انجیل سے موازنہ کیا، اس کے بعد میں قرآن کریم کی الٰہی تعلیمات کی مجذوب ہو گئی۔''

مونیکا کے بقول انہوں نے نہ صرف قرآن مجید کا مطالعہ کیا، بلکہ فقہ اور سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی آشنائی پیدا کی، نومسلم مونیکا کہتی ہیں کہ یورپ میں لوگ انجیل کا نام تو لیتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس پر عمل نہیں کرتے۔ تاہم جن مسلمانوں نے مجھے اسلام اور قرآن سے آشنا کیا، وہ الٰہی اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور جو کچھ قرآن و سنت میں موجود ہے، اس کا خاص خیال کرتے ہیں، یہ وہ چند اہم چیزیں تھیں جن کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔

اہل مغرب کو چاہئے کہ وہ ان نومسلموں کے تاثرات کو ہی کم از کم پڑھ لیں جو ان کے ہم وطن اور ہم قبیلہ ہیں، جنہوں نے اپنی پوری زندگی یورپ کے مادر پدر آزاد ماحول میں گزاری، لیکن آج وہ حق کو پا کر روحانی مسرت سے سرشار ہیں۔ بلاشبہ یورپ میں اسلام کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقبولیت و محبوبیت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ نور خداوندی کفر کی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا۔ ☆☆☆

دل دولہا، جسم بارات

شمس الحق ندوی

ہر انسان کو اپنی زندگی سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور وہ اس کی بقا و حفاظت کے لئے ہر جتن کرتا ہے، جسمانی قوت و توانائی کے لئے غذا کی فکر کرتا ہے، سردی گرمی سے بچنے کے لئے لباس کا انتظام کرتا ہے، سکون و اطمینان اور آرام و راحت کے ساتھ رہنے کے لئے مکان بناتا ہے، لذت کام و دہن کے لئے ماکولات و مشروبات کی تمام انواع و اقسام کو سمیٹ لینے کا خواہاں رہتا ہے، بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے صاف ستھری اور جراثیم سے پاک جگہوں کا انتخاب کرتا ہے، ان چیزوں کے حصول کو وہ اتنا ضروری سمجھتا ہے کہ ان کے حاصل کرنے میں اکثر حدود و قیود کو پار کر جاتا ہے، بلکہ اپنے اور اپنے متعلقین کے سوا سب کو بھول جاتا ہے، خود کو سارے وسائل حاصل ہوں، چاہے دوسروں کا خون چوس کر، دوسروں کا گھر بے چراغ کرکے، یہ وہ حقائق ہیں جن کو عالم، جاہل، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ سب ہی جانتے ہیں اور یہ شب و روز ہم سب کے تجربہ میں آتے رہتے ہیں۔

مگر یہ انسان یہ نہیں سوچتا اور ادھر اس کا ذہن نہیں جاتا کہ یہ چیزیں تو دیگر تمام مخلوقات میں اور انسان میں مشترک ہیں اور ہر مخلوق اپنے رہنے، کھانے اور اپنی جان کی حفاظت کی فکر کرتی ہے، حتیٰ کہ سانپ جس کا ایک قطرہ لعاب انسان کو موت کی نیند سلا دیتا ہے، وہ بھی اپنی جان کے لئے خائف رہتا ہے اور زندگی کی بقا کے لئے محفوظ مقامات اور اپنے دشمنوں سے حفاظت کی جگہیں تلاش کرتا ہے، یہ ہمارا ہر وقت کا مشاہدہ ہے، ہم ہر ذی جان میں یہ بات محسوس کرتے ہیں، لیکن انسان اور دیگر مخلوقات میں وجہ امتیاز کیا ہے؟ اس پر نظر کم جاتی ہے، بلکہ کہنے، سننے اور توجہ دلانے کے بعد بھی اس پر غور کی فرصت نہیں ملتی کہ انسان کے اس جسمانی نظام کے ساتھ اس کا ایک روحانی نظام بھی ہے، جس کو اسی طرح غذا، صاف ستھری فضا اور سازگار حالات اور ماحول کی ضرورت ہے، جس طرح جسم کو، اور حقیقت یہ ہے کہ یہی دوسری چیز وہ جوہر اصلی ہے جس کی وجہ سے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر امتیاز اور برتری حاصل ہے، اگر وہ اپنی اس حقیقت کو پہچانتا ہے تو اپنے سر پر ”لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم“ کا تاج رکھتا ہے اور پھر صحیح اور حقیقی معنی میں فرشتوں کو بھی اس پر رشک آتا ہے، بلکہ وہ اس کے اعزاز و تکریم میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ مزید انعام ہے کہ افضل الخلائق بنا کر اس کو اس کے حال پر نہیں چھوڑ دیا، بلکہ اس کے اس امتیازی وصف کے سلسلہ میں ہدایت و راہنمائی کے لئے اپنے رسولوں اور آسمانی کتب کا سلسلہ جاری فرمایا، جس کی آخری کڑی فداہ ابی و امی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم۔

مگر کیا انسان جتنی فکر اپنے فانی اور معدوم ہوجانے والے جسم کے لئے کرتا ہے، کیا اس کا عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی اپنے دائمی اور اپنے روحانی نظام کے لئے کرتا ہے؟ یہ کتنی بڑی بھول اور نادانی ہے کہ مسافر اپنی منزل سے غافل اور بے خبر ہو کر ساری توانائی و صلاحیت اسباب سفر اکٹھا کرنے میں صرف کردے۔

ہم ذرا غور و فکر سے کام لیں اور تھوڑی دیر کے لئے یکسو ہو کر اپنے شب و روز کے معمولات پر غور کریں تو ہم پر یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ ہم کو عارضی اور فانی کی فکر تو ہمہ وقت بے چین و سرگرداں رکھتی ہے، مگر اصل منزل کا خیال بہت کم آتا ہے، جس کی فکر رہتی ہے، مگر دل جو روح کا مرکز و مسکن ہے، اس کی طرف سے غفلت اور بے فکری رہتی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کے لئے یہاں حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ کا ایک بہت عام فہم ملفوظ نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت اپنے عام فہم انداز میں چند لفظوں میں ایسے حقائق بیان فرمادیتے جو بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہوتے۔ ایک مجلس میں حضرت نے اس حقیقت کو سمجھانے کے لئے فرمایا:

”دل دولہا ہے، جسم بارات، بارات دولہا ہی کی خاطر ہے، دولہا سے بے اعتنائی اور بارات کی خاطر داری کوئی عقل کی بات نہیں، اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک بڑی بارات جارہی ہے، ایک باغ اور جنگل سے اس کا گزر ہوا، ایک اجنبی آدمی کھڑا دیکھ رہا تھا، اس کے سامنے سے بارات کا جلوس نکلا، مشعلچی طبلچی، تماشائی اور باراتی سب ساتھ تھے، اس کو دولہا نظر نہیں آیا، اس نے ایک باراتی سے پوچھا کہ نوشہ کہاں ہے؟ میں سب کو دیکھتا ہوں، وہ کہیں نظر نہیں آتے، اس نے جھنجلا کر جواب دیا کہ تم بھی عجیب آدمی ہو، بارات کا لطف نہیں لیتے اور فضول باتیں کررہے ہو، وہ مشعلچی ہے، وہ طبلچی ہے، وہ مرد خدا خاموش ہوگیا، تھوڑی دیر کے بعد پھر اس سے رہا نہیں گیا، اس نے دوسرے سے پوچھا اس نے بھی ٹال دیا، تیسرے سے پوچھا، اس نے اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں واقعی دولہا میاں بارات

میں نہیں ہیں۔ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ کہیں پیچھے گھوڑے سے گر کر گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں، بارات آگے بڑھ گئی، کسی کو خیال نہ آیا، اس طرح سے دل جسم کی بارات کا دولہا ہے، اس کا خیال سب سے مقدم ہے۔“

حضرت جسم کے دولہا کی طرف بے توجہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بعض لوگوں کو دیکھیں گے صبح اٹھے، منہ ہاتھ دھویا، بال بنائے، کپڑے بدلے، جوتے پر پالش کی اور دولہا (دل) بھوکا پڑا ہوا ہے، اس کا ناشتہ ندارد (حالانکہ دولہا پہلے ہے، بارات بعد میں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ونفخت فیہ من روحی “یعنی دل سرالٰہی اور امانت خداوندی کا محل و مرکز ہے۔“

شاہ مجددیؒ کے اس بلیغ ملفوظ پر ہم غور کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ ہمارا آج کا ماحول و معاشرہ صرف بارات کے سجانے اور اس کا تماشا دیکھنے دکھانے میں لگا ہوا ہے، دولہا بیچارہ بے ناشتہ پانی گڑھے میں گرا پڑا ہے، اس کا خیال ہی نہیں آتا۔

کبھی کچھ کہا سنا جائے، توجہ دلائی جائے تو اکثر ماحول کا بہانہ کیا جاتا ہے، صاحب کیا کیا جائے؟ ماحول خراب ہے، ماحول بگڑا ہوا ہے۔ مقابلہ کی صلاحیتیں تو مخالف ماحول ہی میں ابھرتی ہیں، صحابہ کرامؓ کا ماحول کیا موافق ماحول تھا، لیکن ان کو جب فطرت سلیمہ کی طرف موڑ دیا گیا تو انہوں نے عزم و یقین کے ساتھ اس ماحول کا مقابلہ کیا اور ماحول کے رخ کو بدل دیا۔

ہماری پوری اسلامی تاریخ ایسے مردان کار کے کارناموں اور ماحول کو یکسر بدل دینے کے تابندہ نقوش سے پُر ہے۔ شاعر اسلام اقبالؒ نے گو اپنے بارے میں کہا ہے، لیکن درحقیقت یہ ان تمام جواں مردوں کی ترجمانی ہے، جو ماحول کا شکوہ نہ کرکے ماحول سے نبرد آزما رہے ہیں، اقبال کہتے ہیں:

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر گاہی

ضرورت صرف تھوڑی فکر اور توجہ کی ہے، اگر یہ بات حاصل ہو جائے تو بندۂ مومن کے ذہن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمہ وقت تازہ رہے گا:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے، یا راستہ چلتا مسافر۔“ (بخاری)

مگر ہمارے آج کے ماحول میں معاملہ بالکل اس کے خلاف ہے، فانی کی فکر زیادہ، باقی کی کم اور شاہ مجددیؒ کی تعبیر میں بارات کی فکر زیادہ اور دولہا کی کم۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات و مواعظ میں اس بنیاد پر بہت زیادہ زور دیتے تھے، جن لوگوں نے قوموں کی قسمت بدل دینے یا دلوں کی سرد انگیٹھیوں کو گرمانے کا کام انجام دیا ہے، ان کے پیش نظر یہی حقیقت تھی، جس کا حدیث پاک میں ذکر ہوا، ہم بھی کچھ کرنا چاہتے ہیں تو بارات سے زیادہ دولہا کی فکر کرنی ہوگی اور اسی میں ہماری صلاحیت کا راز پوشیدہ ہے۔ ☆

مقبولِ عام مشہور ترین مواعظ جمعہ کی کتاب

حضرت بنوریؒ، حضرت درخواستیؒ، حضرت بہلویؒ، حضرت شیخ القرآنؒ
کے شاگرد
مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی کی تصنیف و تالیف

خطبات و مواعظ جمعہ

شائع ہوگئی ہے

موقع اور وقت کی مناسبت سے سال بھر کے
ہر جمعہ کی مفصل و مدلل آسان تقریر اور وعظ

صفحات 708
ہدیہ: 300 روپے
علاوہ ڈاک خرچ

ناشر

ادارہ صدیقیہ نزد حسین ڈی سلوا
گارڈن ویسٹ، کراچی، فون: 32220334

جھوٹے مدعیانِ نبوت

قاری جنید احمد فردوسی

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ختم نبوت کے عقیدے کو بیان فرمایا ہے، وہاں اس بات کی پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ میرے بعد میری امت میں نبوت کے جھوٹے دعویدار بھی پیدا ہوں گے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

"انہ سیکون فی امتی ثلاثون دجالون کلھم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین، لا نبی بعدی۔" (باب الفتن، مشکوٰۃ)

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے کا آغاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس وقت ہی ہوگیا تھا جب ۱۰ ہجری میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، یہ شخص کاہن اور شعبدہ باز تھا اور اس کا اصل نام عیلہ بن کعب بن غوث تھا، ابتدا میں اس کے ساتھ ۷۰۰ جنگ جو شامل ہوگئے، اس بدبخت نے چند دنوں میں پورے یمن پر قبضہ کرلیا اور اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو آپ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کے خلاف لشکر روانہ کیا، لیکن پہلے لشکر کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، اس طرح دوسرے لشکر کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار بنا کر تیسرا لشکر روانہ کیا گیا، پھر دونوں لشکروں کی آپس میں زبردست جنگ ہوئی اور بالآخر لشکر اسلام کو فتح عظیم نصیب ہوئی صرف اس جنگ میں ۱۲۰۰ صحابہ شہید ہوئے اور مدِ مقابل مسیلمہ کذاب سمیت اس کے ۲۷ ہزار حواریوں کو جہنم واصل کیا گیا۔

اسی طرح مختلف ادوار میں مختلف علاقوں میں بہت سے بدبختوں نے نبوت کے دعوے کیے، لیکن مسلمانوں کی غیرت نے ایک لمحے کے لئے بھی ان کے وجود کو اس دھرتی پر گوارا نہ کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کو غاصبانہ قبضہ جمانے کے بعد ضرورت تھی کہ وہ اپنے قدم مستحکم کرتا اور اپنے تسلط کو طول دیتا، جس کے لئے اسے مسلمانوں کو غلام بنانے کی ضرورت تھی، لیکن انگریز پوری کوشش کے باوجود مسلمانوں کو غلام نہ بنا سکا، بڑی سوچ و بچار کے بعد انگریز کے سامنے یہ بات آئی کہ مسلمانوں کو غلام بنانے میں دو بڑی رکاوٹیں درپیش ہیں، پہلی مسلمانوں کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور دوسری رکاوٹ مسلمانوں کا جذبہ جہاد ہے۔ انگریز کو ضرورت تھی کہ جہاد کے فریضہ کو منسوخ قرار دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم ہوجائے، جہاد ایک فریضہ ربانی ہے، چنانچہ اس کام کے لئے انگریز کی نظر انتخاب اس انگریز وفادار خاندان کے شخص مرزا قادیانی پر پڑی اور اس خدمت کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا۔ انگریز نے اپنے اس انگریزی نبی کو ایسی ہی ترقی دی جیسے وہ اپنے دنیاوی ملازمین کو ترقی دیا کرتا تھا، چنانچہ پہلے پہلے تو اسے مبلغ اسلام اور مناظر اسلام کے طور پر متعارف کروایا گیا، پھر اس نے عالم، پھر مصنف، پھر مجدد، مہدی مثیل مسیح، مسیح موعود، غیر تشریعی نبی، تشریعی نبی حتیٰ کہ جسارت میں اس قدر بڑھا کہ دعویٰ کیا کہ وہ خود محمد رسول اللہ ہے، جسے اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اس طرح سے لوگوں کا تعلق مکہ مدینہ سے کٹوا کر قادیان کی طرف جوڑنے لگا اور چونکہ مسیحیت کا دعویٰ بھی تھا اور حدیث کے مطابق حضرت مسیح کے زمانے میں کافر باقی نہ بچنے کی وجہ سے جہاد ختم ہوجائے گا، اس بدبخت نے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تنسیخ جہاد اور حرمت جہاد کا اعلان کردیا اور بڑے فخر سے اپنی کتب میں ذکر کیا کہ میں نے حرمت جہاد کے سلسلہ میں اس قدر کتب اور رسائل تحریر کئے ہیں کہ: "ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔"

اور اپنی امت کو حکم دیا کہ وہ یہ کتب تمام عالم اسلام میں پھیلائیں، حتیٰ کہ مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی وہ کتب بھجوادیں کہ جہاد حرام ہے اور یہ حرامی لوگوں کا کام ہے، چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے؛ برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود

مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد مطلقاً حرام ہے۔"

"کیونکہ مسیح آچکا ہے خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات، ج:۳،ص:۲۱)

"اور یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا میں کوئی مسلمان اس کی نظیر نہیں دکھلا سکتا۔ یہی غرض انگریز کی تھی۔"

اسے پورا کرنے کے لئے انگریز نے اس کو استعمال کیا، جس کا مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اعتراف کیا کہ: "مجھے اللہ تعالیٰ نے انگریز کے نیک مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بھیجا ہے اور میں انگریز کا لگایا ہوا خودکاشتہ پودا ہوں۔"

(ضمیمہ،ص:۲۹،ج:۱۷)

اس طرح اس نے مذہب کا روپ دھار کر اسی طور پر انگریز کی خدمت کی اور اس نے مسلمانوں کے خلاف انگریز ایجنٹ کا کام کیا، لیکن وہ عام مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم نہ کر سکا۔ جہاد کا فریضہ اب بھی جاری ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق: "الجهاد ماض الى يوم القيامة"... جہاد قیامت تک جاری رہے گا...۔"

جس کی زندہ تابندہ مثال افغانی مسلمانوں کا جہاد ہے، جس سے انہوں نے روس جیسی سپر طاقت کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کردیا ہے۔ مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے افغانی جہاد کی یہ تازہ مثال ہی کافی ہے، اگر مرزا قادیانی سچا مسیح موعود ہوتا تو آج یہ جہاد نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی نے اپنی خانہ ساز نبوت کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، اہل بیت، اولیاء اللہ، شعائر اسلام اور اہل اسلام کی شان میں وہ گستاخیاں کیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے لیکن اکثر سادہ لوح مسلمان ان کے ظاہری اعمال کو دیکھ کر انہیں مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھتے ہیں، مساجد تعمیر کرتے ہیں، قرآن کریم کا ترجمہ چھپواتے ہیں اور بڑے رفاہی کام کرتے ہیں، لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اور اس کے پیروکار بھی یہی کلمہ اسلام کا پڑھتے تھے، اذان اور اقامت بھی یہی تھی، مساجد بھی بناتے تھے اور قبلہ رو ہوکر نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب قبابستی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن منافقین نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ بھی یہی کلمہ پڑھتے تھے، لیکن ان کلمہ پڑھنے اور مسجد بنانے والوں کو قرآن کریم نے منافق قرار دیا اور ان کی بنائی مسجد کو منہدم کرا کر اس کا نام ونشان مٹادیا گیا۔ دور اول میں یہ مثالیں موجود ہیں، لہٰذا ان کے کلمہ، نماز اور مساجد بنانے سے ان کے مسلمان ہونے کا دھوکا نہیں ہونا چاہئے، چنانچہ ان کے موٹے موٹے چند کفریہ عقائد درج ذیل ہیں:

☆عقیدۂ ختم نبوت کا انکار، ☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بن باپ کا انکار، ☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور دنیا میں دوبارہ آنے کے اجماعی عقیدے سے انکار، ☆معجزات انبیاء کا انکار، ☆انبیاء کرام، صحابہ کرامؓ، اور صلحائے امت کی توہین، ☆حرمت جہاد، جمیع مسلمان جو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لاتے ان کی تکفیر۔

یہ چند اہم وجوہات ہیں، ورنہ ان کے کفر کے اور بھی کئی اسباب ہیں جو ان کی کتب میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنۂ قادیانیت سے بچائے اور مجاہد ختم نبوت بنائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

۲۵ سال سے ہسٹریا اور مرگی کا مرض:

مرزا صاحب کو ہسٹریا کا مرض تھا اور آپ کو مرگی کے دورے بھی پڑتے تھے۔ مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ...... بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا' رات کو سوتے وقت آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا' پھر اس کے کچھ عرصہ بعد...... حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی...... اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے...... ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳)

نبوت کسبی ہوتی ہے یا وہبی؟

سیف الرحمٰن سیفی

''کسب'' لغت میں کمائی کو کہا جاتا ہے، جبکہ ''وہب'' ہبہ، سے ہے جس کا معنی ہے: ''کسی کو کسی چیز کا بغیر عوض کے مالک بنانا۔''

آج کے اس پُرفتن دور میں نئے نئے فتنے سامنے آرہے ہیں، کوئی مہدی بننے کا دعویدار ہے تو کوئی مسیح، بعض پروفیسر انگریزی لباس زیب تن کئے ہوئے تفسیر قرآن بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ شاید لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جس طرح کسی خاص موضوع پر چند روزہ محنت سے ترقی کرکے کوئی انجینئر بن سکتا ہے تو کوئی فوجی افسر، کوئی لیکچرار تو کوئی ڈاکٹر، اسی طرح ہم بھی دین کے معاملے میں اردو کی محض چند کتابوں کے مطالعہ یا ادھر کی ادھر کے معلومات اکٹھی کرکے مفسر قرآن، مہدی اور محدث بن جائیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی تو منصب نبوت کو بھی ایسا ہی سمجھ بیٹھا تھا، چنانچہ قادیانیوں کا اخبار الفضل لکھتا ہے:

''ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(اخبار الفضل، ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

کیا نبوت کا منصب اتنا معمولی اور بے وقعت ہوگیا ہے کہ جس کا دل چاہے اس مقام کو باآسانی حاصل کرلے، ہرگز ایسا نہیں بلکہ انبیاء کا انتخاب اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں، چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، لہٰذا اب انتخاب نبوت کا دروازہ بھی بند ہوچکا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ علماء امت اور فقہاء کرام نبوت کے کسبی ہونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ابن حبان رحمہ اللہ کا قول (زرقانی، ج:۲، نوع ثالث) میں لکھا ہے:

''جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ نبوت ''اکتسابی'' ہے (انسان اپنی کوشش وکاوش سے اس کو حاصل کرسکتا ہے، اس لئے) اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا، وہ شخص زندیق ہے، اس کو قتل کردینا واجب ہے، اس لئے کہ وہ قرآن عظیم اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی تکذیب کرتا ہے۔''

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے شرح عقیدۂ سفارینی میں ص:۲۵۷ پر منقول ہے:

''ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت ایک اکتسابی کمال ہے (ہر شخص محنت کرکے اس کو حاصل کرسکتا ہے) چنانچہ مسلمانوں میں زندیقوں کی ایک ایسی جماعت ہوئی جنہوں نے نبی بننے کی کوششیں کی ہیں (حالانکہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے) حاصل (واقعہ) یہ ہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا ایک فضل و انعام ہے اور خداداد عطیہ اور نعمت ہے، وہ جس کو یہ شرف بخشنا چاہتا ہے، اس کو اس سے نوازتا ہے اور نبی بناتا ہے، نہ کوئی علمی کمال سے اس مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے، نہ اپنی محنت اور کوشش وکاوش سے اور نہ ہی ذلیت کی استعداد وقابلیت سے کوئی اس کو پاسکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ہیں، اس نعمت کے ساتھ مخصوص فرمادیتے ہیں، لہٰذا جو شخص نبوت کے ''کسبی'' ہونے کا مدعی ہے وہ زندیق ہے، اس کو قتل کردینا فرض ہے۔ اس لئے کہ اس عقیدہ اور قول کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہ ہونا چاہئے۔'' (اکفار الملحدین، ص:۳۹۰)

اسی طرح ''الیواقیت والجواہر'' (ص:۱۶۴، ۱۶۵، ج:۱) میں علامہ شعرانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت ''کسبی'' نہیں ہے کہ محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی از مترجم) کا خیال ہے۔''

(قادیانی شبہات، ج:۱، ص:۱۰۱)

معلوم ہوا کہ نبوت ''کسبی'' (اپنی محنت سے حاصل ہونے والی) نہیں بلکہ ''وہبی'' (عطیہ خداوندی) ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ پہلے مرزا قادیانی نے کہا کہ ہر شخص ترقی کرکے نبوت کے مقام سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے، پھر (حمامۃ البشریٰ، خ، ص:۳۰۱، ج:۷) پر لکھتا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی چیز ہے کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔''

مرزا کی یہ تضاد بیانی اس کی تحریروں میں اکثر پائی جاتی ہے۔ ☆☆

خبروں پر ایک نظر

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس اترا

رپورٹ: مولانا محمد اسلم نفیس

خوشاب... کانفرنس کا آغاز جناب خدا بخش صاحب کی تلاوت سے ہوا، جنہوں نے تلاوت سے جامع مسجد حاجن والی میں آنے والے مہمانانِ گرامی کے دلوں کو جلا بخشی، بعدازاں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی گئی۔ کانفرنس میں علماء، صلحاء، وکلاء اور تاجر برادری کے حضرات شریک تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا مظہر حسین نے ادا کیے۔ راقم الحروف نے تحفظ ختم نبوت اور محبت رسول کے عنوان پر گفتگو کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا غلام مصطفیٰ سے التماس کی گئی کہ آپ بھی قیمتی نصائح سے نوازیں۔ مولانا نے تمہیدی کلمات کے بعد کہا کہ میرے عزیزان قدر سامعین! میں مرزائیت کے گڑھ میں بیٹھ کر ان کی ریشہ دوانیوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہوں اور میری تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ قادیانیوں کے ہسپتال سے مکمل گریز کریں، جہاں انسان اپنا وہاں جا کر دنیاوی نقصان کرتا ہے وہیں اخروی کامیابی سے ابدالآباد ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ لہٰذا میری تمام کلمہ گو مسلمان سے گزارش ہے کہ آپ سب سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کریں، پھر کسی مسلمان حاذق حکیم و ڈاکٹر کی طرف رجوع کریں، اللہ آپ کو ہمیشہ صحت مند و توانا رکھے۔ آخر میں تمام احباب کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے دن رات کر کے یہ عظیم الشان پروگرام منعقد کیا، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے علم و عمل و تقویٰ میں ترقی دے۔ آمین۔ مولانا نور محمد ہزاروی شرکاء کانفرنس کو سرگودھا کی کارگزاری کچھ یوں بیان کی کہ: میں نے وہ گلیاں اور گھر دیکھے ہیں جن کے رہائشی مسلمانوں نے یہ لکھا ہوا ہے: قادیانی ذرا ہٹ کر گزریں یہ مسلمان کا گھر ہے اور دکانداروں نے تو اور بھی کہ قادیانی ہرگز دکان میں داخل نہ ہوں، پہلے اسلام لائیں پھر دکان میں آئیں، ختم نبوت کانفرنس سماعت کرنے والے احباب آج سے تہیہ کرلو کہ ہم بھی اسی انداز میں ختم نبوت کا دفاع کریں گے۔ انشاء اللہ! پھر وہ دن دور نہیں کہ ہمارے اس خطے سے قادیانیت کا بیج ہی ختم ہو جائے گا۔ میرے استاذ، مربی، مرشدی، سیدی و مولائی مولانا اللہ وسایا مدظلہ قاطع قادیانیت، فاتح مرزائیت، قادیان کے جھوٹے نبی آنجہانی جہنم مکانی کے عزائم کو خاک میں ملاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے بھائیو! میرے آقا و مولا خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کے دفاع کو سمجھو، کیونکہ اللہ رب العزت خود متکلم ہیں: ''النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم'' فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ ہاں میں یہ نہیں کہتا کہ آسمان سے تارے توڑ کے تمہارے دامن میں رکھ دوں گا یا سمندر سے ہیرے نکال کے تمہاری جھولی بھر دوں گا، اتنی بات ضرور ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ بھائی صدیقؓ میری ایک گزارش تو سنو! صدیقؓ نے فرمایا: جی میرے بھائی بتایئے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ میری زندگی کی ساری نیکیاں لے لو مجھے غار کی تین راتوں میں سے صرف ایک رات کی نیکی دے دیجئے۔ سامعین اہل علم خود نوٹ فرماویں کیا وجہ ہے کہ مرادِ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ سے کیوں گزارش فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے کئی درجہ بڑی نیکی ہے ذاتِ نبی کا دفاع کرنا، آج اس دور میں میرے نبی کی مرزائی توہین کرتے ہیں، ازواج مطہرات کی توہین کرتے ہیں، یہاں تک کہ خود اللہ عزوجل کی توہین کے مرتکب ہیں گویا کہ مرزائیت نام ہے میرے نبی کی دشمنی کا یا یوں کہو کہ میرے نبی کا دشمن آج مرزائی ہے، یہ لوگ صدق دل سے میرے نبی کا کلمہ پڑھ لیں، سچے دل سے مسلمان ہو جائیں، مرزائیت جیسے دنیا کے غلیظ ترین کفر سے بے زاری اختیار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کی راحتوں، نعمتوں، آسائشوں والی جنت کے حق دار بننے کی کوشش کریں۔ کانفرنس کے آخر میں عرفان محمود برق نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں نے مرزائیت ہی میں آنکھ کھولی، بڑھتے بڑھتے جوان ہوا، جو میں نے قادیانیت اور مرزائیت میں گند دیکھا ہے آج تک وہ کسی باطل میں دیکھا، کیونکہ قادیانیت پوری دنیا کا چھانٹا ہوا غلیظ و بدترین کفر ہے، میری تمام مسلمان کلمہ گو بھائیوں سے گزارش ہے کہ مرزائیت سے ہمیشہ نفرت دل میں بھی رکھو اور اس کا برملا اظہار بھی کرو، قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، بالخصوص آپ کے علاقے کے لوگ ربوہ جا کر اپنے مریضوں کا ایمان ضائع نہ کریں، ان کے ہسپتال نہیں بلکہ مسلمانوں کے دلوں سے ایمان اور عشق رسول کو سلب کرنے کے اڈے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

تونسہ شریف گستاخ رسول کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع

عبدالغفور قیصرانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے جس پر تھانہ ریترہ میں پرچہ دائر کیا

مقدمہ کو ڈیل کرنے کے لئے ختم نبوت ناموس رسالت وکلاء فورم بنادیا گیا

تونسہ شریف (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری نے پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول عبدالغفور قیصرانی کے خلاف مقدمے کی سماعت ایڈیشنل جج حاجی محمد اسلم تونسہ شریف کی عدالت میں سماعت شروع ہوگئی ہے تونسہ شریف کوٹ قیصرانی میں ۲۴؍اپریل کو گستاخ رسول عبدالغفور قیصرانی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ ادا کئے تھے، کوٹ قیصرانی کے مسلمانوں نے تھانہ ریترہ میں ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کرایا ہے، ملزم اس وقت ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان میں قید ہے، پولیس کی تمام تفتیش کے بعد اب مقدمہ کی سماعت شروع ہوگئی ہے۔ اس مقدمہ کی تمام سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کررہی ہے۔ ۱۸؍جون کی پیشی پر تحصیل تونسہ کی تمام مذہبی جماعتوں کی دینی قیادت نے شرکت کی۔ اس مقدمے کو ڈیل کرنے کے لئے ختم نبوت ناموس رسالت وکلاء فورم بنایا گیا، اس فورم میں سینئر وکیل محمد اقبال خان قیصرانی، سید رضا حسین رضوی ایڈووکیٹ، عبدالرشید قیصرانی ایڈووکیٹ، حق نواز خان قیصرانی ایڈووکیٹ، اشتیاق احمد خان لاشاری ایڈووکیٹ، وکلاء نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مولانا محمد اقبال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اس گستاخ رسول کی حمایت میں نہ آئے، چونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مسئلہ ہے، اس گستاخ رسول کو اپنے جرم کی سزا ملنی چاہئے۔ مولانا محمد اقبال مرکزی جماعت ختم نبوت کی طرف سے پیشی پر حاضری دی اور یقین دلایا ہے کہ اس مقدمہ کی پیروی ہماری جماعت کرے گی، اس سے پہلے تمام مذہبی جماعتوں نے ایک کمیٹی بنائی، جس میں مولانا عبدالعزیز لاشاری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا امان اللہ جمعیت علماء اسلام، مولانا حبیب الرحمن عثمانی وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا غلام فرید قیصرانی جمعیت علماء اسلام (س) گروپ، حاجی یار محمد جماعت اہل سنت، مولانا عبدالعزیز قطبی جمعیت علماء پاکستان، ظہور احمد فاتح جماعت اہل حدیث، پروفیسر عطاء محمد جعفری جماعت اسلامی، مولانا عبدالرحیم تنظیم اہل سنت، مولانا عبدالغفور گورمانی جمعیت علماء اسلام پنجاب اس کمیٹی کی سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کرے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان کے امیر عبدالرحمن غفاری، مولانا غلام اکبر ثاقب جنرل سیکریٹری، مولانا محمد اسحٰق ساجد، صاحبزادہ مولانا ابوبکر تونسوی ابن مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ، مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا عبدالعزیز احسن نے اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے تحصیل تونسہ شریف کی دینی قیادت کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ پولیس کی تمام تفتیش مولانا جمال عبدالناصر کی کاوش سے ہوئی اور جمعیت علماء اسلام کی تمام قیادت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے تعاون کی پیشکش کرتے ہوئے تعاون کا یقین دلایا۔ ☆☆

دق اور سل کی بیماری:

مرزا صاحب کو ایک اور بیماری نے بھی بری طرح جکڑ رکھا تھا اور یہ بیماری دق اور سل کی بیماری تھی۔ مرزا صاحب کی بیوی کہتی ہے:

''ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں مرزا صاحب کو سل ہوگئی...... حتی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص:۲۳۰)

یعقوب علی قادیانی کہتے ہیں:

''حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے' یہ بیماری آپ کو حضرت غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھی...... اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔'' (حیات احمد ج:۲ ص:۷۹)

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ